عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۳ تا ۱۰ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اگست ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۳۰

ماہ صفر توہمات بدعات

سپریم کورٹ کا غیر منصفانہ فیصلہ

اسلام کی بابت مغرب کا تعصب

تحفظ ختم نبوت کورس پشاور

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

ناشزہ (نافرمان) بیوی نان نفقہ کی مستحق نہیں ہوتی

س:... میرا اپنی بیوی کے والدین اور میرے گھر والوں کی موجودگی میں جھگڑا ہوا جو طویل ہوگیا اور نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ نتیجتاً میری بیوی میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے ساتھ چلی گئی۔ جاتے ہوئے اپنے تمام زیورات، تعلیمی اسناد، اصلی شناختی کارڈ کے علاوہ میرے پندرہ ہزار روپے بھی لے گئیں، کچھ دنوں بعد حالات سے تنگ آکر میں نے وکیل کے ذریعے اس کو مشروط طلاق نامہ بھیجا کہ اگر سات دن کے اندر واپس نہ آئیں تو تمہیں تین طلاق۔ بیوی نے اس دوران رابطہ کیا نہ واپس آئی۔ کیا مدت گزرنے کے بعد طلاق واقع ہوگئی؟ میں نے مہر کی رقم (اکیاون ہزار روپے) میں سے نکاح کے دن بیس ہزار روپے ادا کردیئے تھے۔ اب وہ پندرہ ہزار مزید لے جاچکی ہے، کیا میں یہ رقم مہر کے بقایا میں سے منہا کرسکتا ہوں؟ میری بیوی نے سامان کی واپسی کے لئے کورٹ میں کیس کیا ہوا ہے اور میں نے بھی۔ کیا عدت کے زمانہ کا نان نفقہ میرے ذمہ ہے؟ میں تنگ دستی کی وجہ سے نان نفقہ نہیں دے سکتا۔

ج:... صورت مسؤلہ میں آپ نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ تحریر کرواکر تین طلاق اس شرط کے ساتھ دی ہیں کہ وہ معافی نامہ تحریر کرکے سات دن کے اندر اندر واپس آجائے، لیکن آپ کی بیوی یا اس کے گھر والوں نے اس طلاق نامہ کو وصول کرنے کے باوجود آپ سے کوئی رابطہ نہیں کیا، نہ ہی آپ کی بیوی نے معافی مانگی اور سات دن گزرنے سے پہلے وہ واپس بھی نہیں آئی۔ لہٰذا ایسی صورت میں شرط کے پائے جانے پر آپ کی بیوی کو تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے آپ پر حرام ہوچکی ہے، آئندہ آپ دونوں کے درمیان صلح یا دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ عدت پوری کرنے کے بعد عورت آزاد ہے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً۔"

(عالمگیری، ج:۱،ص:۴۲۰)

وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنها۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۴۷۳)

مہر کی باقی شدہ رقم شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے۔ بیوی جو رقم شوہر کی اجازت کے بغیر اٹھا کر لے گئی ہے وہ اس کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، اگر وہ استعمال کرچکی ہے تو اتنی رقم شوہر کو واپس کرنا اس کے ذمہ لازم ہے۔ اگر وہ کہے تو اس رقم کو مہر کی بقایا رقم میں سے منہا کیا جاسکتا ہے اور اگر بیوی رقم اٹھانے سے انکار کرتی ہے اور شوہر کے پاس دو گواہ بھی موجود نہیں ہیں تو ایسی صورت میں بیوی سے قسم لی جائے اگر وہ قسم کھالے کہ میں نے رقم نہیں اٹھائی تو اس کی بات معتبر ہوگی۔

"المهر یتاکدباحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحیحة، وموت احد الزوجین سواء کان مسمّٰی او مهر المثل حتی لایسقط منه شئی بعد ذالک الا بالابراء من صاحب الحق کذافی البدائع۔" (عالمگیری، ج:۱،ص:۳۰۴)

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ ۳ تا ۱۰ ؍صفر المظفر ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ؍اگست ۲۰۲۴ء شمارہ:۳۰

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانی مقدمے پر نظرِ ثانی فیصلے کا تجزیہ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام کی بابت مغرب کا تعصب	۱۰	مولانا طارق علی عباسی
ماہِ صفر.... توہمات، بدعات	۱۲	مولانا محمد عاطف نوید
حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ (۲)	۱۴	تلخیص: مولانا محمد قاسم رفیع
.... سپریم کورٹ کا غیر منصفانہ فیصلہ	۱۶	مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی
ایک فکری و مشاورتی اجلاس	۲۰	مولانا محمد عبداللہ چترزئی
قادیانیوں کے سوالات اور اس کے جوابات	۲۲	، ، ، ،
تحریک پاکستان سے سازش قادیان تک	۲۴	مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری
تحفظِ ختم نبوت کورس، پشاور	۲۶	مولانا ابوحسام محمد اسحٰق حقانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۸۸ فصل:... ۲ ہجری کے واقعات

۲۶:... اسی سال کا قصہ ہے کہ مشرکوں نے عبداللہ بن جحش اور ان کے رُفقاء رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہا کہ ان لوگوں نے حرمت کے مہینے میں خون ریزی کی ہے، جس کا گناہ ان کے ذمے ہے، بالفرض گناہ نہ بھی ہو تو (ان کے عقیدے کے مطابق) یہ ثواب سے تو محروم ہی رہے، اس پر حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے رُفقاء غمگین ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمارے اِیمان، ہماری ہجرت اور ہمارے جہاد پر ہمیں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی اُمید ہوسکتی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“ (البقرۃ:۲۱۸)

ترجمہ:... ”جو لوگ اِیمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہ بلاشبہ اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اللہ غفورٌ رّحیم ہے۔“ (بیان القرآن)

۲۷:... غزوۂ بدر:... اسی سال رمضان میں غزوۂ بدرِ کبریٰ ہوا، جیسا کہ غزوات میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

۲۸:... اسی سال کا قصہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے لئے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زرہ ہدیہ کی جو ”ذات الفضول“ کہلاتی تھی، یہ زرہ مدت العمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی۔ یہی زرہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل ابوشحم یہودی کے پاس تیس صاع جَو کے عوض رہن رکھی تھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرض ادا کرکے یہ زرہ واگزار کرائی۔

۲۹:... اسی سال کا قصہ ہے کہ غزوۂ بدر کے لئے جاتے ہوئے دورانِ سفر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الروحاء سے چلے اور الصفراء کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع ہوئی کہ مشرکینِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے مکہ سے پوری تیاری کرکے نکل کھڑے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین سے مشورہ لیا کہ کیا (بایں بے سروسامانی) مشرکین کے مقابلے میں آنا مناسب ہوگا؟ اس پر حضرت مقداد بن اَسوَد کندی رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ جواب دیا:

”یارسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم ایسے نہیں کہ ہم آپ سے وہ بات کہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہی تھی کہ:

”آپ جائیں اور آپ کا ربّ، تم دونوں جاکر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھیں گے“ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ: آپ چلیں اور آپ کا ربّ، تم لڑو، ہم بھی آپ کے ساتھ ہوکر لڑیں گے، اور ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔“

(جاری ہے)

ادارہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مبارک ثانی قادیانی مقدمے پر

نظرثانی فیصلے کا تجزیہ اور تبصرہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء کا تازہ فیصلہ پچاس پیراگراف اور اجزا پر مشتمل ہے، جس میں ابتداً مفتی محمد حنیف قریشی کو جامعہ نعیمیہ کراچی کا نمائندہ لکھا گیا، حالانکہ وہ اس کے نمائندے نہیں، اور جناب حبیب الحق شاہ کو جامعہ دارالعلوم کراچی کا نمائندہ لکھا گیا، حالانکہ وہ جامعہ نعیمیہ کراچی کے نمائندے ہیں۔

تازہ حکم نامے کے پیراگراف:

۱:.... میں مسلمان کی تعریف لکھی گئی ہے کہ: ''مسلمان وہ ہے جو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری نازل کی ہوئی کتاب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتا ہو۔'' اور لکھا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہے، ان میں سے سورۃ الاحزاب کی آیت: ۴۰ لکھی گئی ہے۔

۲:.... میں عقیدہ ختم نبوت پر ۴ احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسلام کی عمارت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی نے ہر لحاظ سے مکمل کیا ہے۔

۳:.... میں لکھا ہے کہ قرآن وسنت نے یہ واضح کردیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت کے ختم ہونے پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا، اس پر امام غزالیؒ کے حوالے سے امت کا اجماع نقل کیا ہے۔

۴:.... میں واضح کیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کی رو سے بھی ''مسلمان'' کی تعریف میں ختم نبوت پر ایمان ضروری ہے۔

۵:.... میں واضح کیا گیا ہے کہ ملک کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہے، صدر اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونا آئین کی رو سے ضروری ہے۔ ان پانچوں نمبرات میں عدالت نے جو کچھ لکھا، اس پر ہم عدالت عظمیٰ کے جج صاحبان کی تحسین وتوصیف اور اس پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن

۶:.... میں عدالت نے اس کیس کا جو پس منظر لکھا ہے، وہ مدعی کے وکیل کے بقول ایف۔آئی۔آر کے جملہ مندرجات کا احاطہ نہیں کرتا۔ اس لیے کہ مدعی مقدمہ ایف۔آئی۔آر میں لکھواتا ہے کہ مدعی چار سال سے تحریف شدہ ترجمہ قرآن پاک کی روک تھام کے لیے کوشش کررہا ہے اور اس نے ہر فورم؛ وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، ہوم سیکریٹری اور تمام ذمہ داران کو اس بارہ میں درخواستیں دیں، لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ سائل نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی، لاہور ہائی کورٹ نے ۵ مارچ ۲۰۱۹ء کو تمام اداروں کو حکم دیا کہ تحریف شدہ ترجمہ قرآن پاک چھاپنے والے ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے، جس دن ہائی کورٹ کا یہ حکم آیا اس کے اگلے ہی دن یعنی ۶ مارچ ۲۰۱۹ء کو قادیانیوں نے اعلان کردیا کہ ۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو چناب نگر میں تفسیر صغیر تقسیم کی جائے گی، مدعی نے پھر تھانے میں درخواست دی لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی، ۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو قادیانیوں نے اپنے طے شدہ منصوبے

کے تحت نصرت جہان کالج کے گراؤنڈ میں کھلے عام تحریف شدہ تفسیر صغیر تقسیم کی، قادیانیوں کی اس جسارت کے تمام ثبوت تھانے میں دیے گئے لیکن پولیس نے ٹال مٹول سے کام لیا اور کوئی کارروائی نہ کی، اس پر عوامی احتجاج ہوا، پولیس نے عوامی دباؤ کے نتیجے میں جے آئی ٹی بنائی؛ جس نے ہر زاویے سے اس کی تحقیق کی، قادیانیوں کا جرم واضح ہونے کے بعد ان کے خلاف کارروائی کی بجائے ساڑھے تین سال بعد ۲۰۲۲ء میں معاملہ ''پنجاب قرآن بورڈ'' کو بھیج دیا گیا۔

دسمبر ۲۰۲۲ء میں پنجاب قرآن بورڈ نے اس معاملے کے متعلق تمام دستاویزی ثبوت کا جائزہ لینے کے بعد ضلعی انتظامیہ کو ایف۔آئی۔آر کاٹنے کا کہا، ایک ماہ بعد تمام ملزمان میں سے صرف ایک ملزم مبارک احمد کو گرفتار کیا گیا جو مدرسۃ الحفظ کا پرنسپل اور اس تحریف شدہ قرآن کریم چھاپنے، اس کی تبلیغ و تعلیم، قرآن کریم کو غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال کرنے، مرزا بشیر الدین محمود کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' لکھنے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے، اور اہل اسلام کے جذبات مجروح کرنے جیسے قبیح اور غیر قانونی جرائم کے ارتکاب میں شریک کار ہے۔ گویا ملزم آئین و قانون کی رو سے پانچ جرائم کا مرتکب ہوا:۔۔۔ ۱: قادیانی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا۔ ۲: ''رضی اللہ عنہ'' کو مرزا کے بیٹے کے لیے استعمال کرنا۔ ۳: قرآن پاک کا مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کے خلاف ترجمہ شائع کرنا۔ ۴: قرآن پاک کی غلط تفسیر شائع کر کے اہل اسلام کے جذبات مجروح کرنا۔ ۵: قرآن پاک کو غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال کرنا۔

ایف۔آئی۔آر میں موجود ہے کہ مدعی نے تمام ملزمان کے نام دینے کے ساتھ استدعا کی کہ تحریف شدہ قرآن کریم چھاپنے سے لے کر تقسیم ہونے تک تمام معلوم و نامعلوم ملزمان؛ پرنٹر، پبلشر، اوتھر (مصنف)، کمپوزر، پروف ریڈر، اور دیگر معاونین کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ اس بنا پر ایف۔آئی۔آر میں دفعہ: ۲۹۵ سی، ۲۹۵ بی، پنجاب قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کی دفعہ: ۷ اور ۹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا، جس پر سیشن کورٹ، ہائی کورٹ نے اس کو سزا دی اور اس کی درخواستِ ضمانت کو مسترد کیا۔ لیکن ہماری سپریم کورٹ کے اس فیصلے میں ملزم مبارک ثانی قادیانی جو بین شدہ تفسیر صغیر چھاپنے سے لے کر اس کی غیر آئینی و غیر قانونی تقسیم تک تمام شریک ملزمان کی فہرست میں شامل رہا، وہ صرف تقسیم کنندہ ظاہر ہو رہا ہے۔ اس پر ۲۹۵ سی اور ۲۹۵ بی ختم کر کے صرف پنجاب قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کے تحت رکھا گیا، چونکہ یہ ایکٹ ۲۰۱۱ء مصنف، طابع، ناشر، اور پروف ریڈر کے متعلق ہے اور اسی ایکٹ کے تحت تقسیم کنندہ کا نام ۲۰۲۱ء میں شامل کیا گیا، اور چونکہ یہ وقوعہ ۲۰۱۹ء میں ہوا ہے، گویا جرم پہلے ہوا اور قانون بعد میں بنا، اس لیے عدالت نے کہا کہ اس کو ضمانت دی جاتی ہے۔ حالانکہ اسی فیصلے میں بھی تقسیم، اشاعت ساتھ ساتھ دونوں لکھے ہوئے ہیں، اور اشاعت کا معنی اُردو کی معتبر ویب سائٹ ''ریختہ'' کے مطابق:۔۔۔ ''۱: کسی عقیدے یا خیال وغیرہ کی ترویج و تبلیغ۔ ۲: اخبار یا کتاب چھپنے کے بعد منظر عام پر لائے جانے کا عمل'' لکھا ہے۔ اسی طرح ''نور اللغات'' جلد اوّل میں لکھا ہے: ''اشاعت: (ع) مؤنث: شائع کرنا، مشہور کرنا، شہرت'' اور آگے لکھا ہے: ''اخبار اور کتابوں کے ساتھ زیادہ مستعمل ہے۔'' اس اعتبار سے بھی یہ ملزم مبارک ثانی اس بین شدہ اور تحریف شدہ تفسیر صغیر کی تقسیم کی بنا پر بھی اس کی ترویج و تبلیغ، اس کو منظر عام پر لائے جانے، اس کو مشہور کرنے جیسے قبیح اعمال میں ملوث ہے، تو اس لحاظ سے بھی اس کو بریُ الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اسی طرح یہ بات بھی دیکھی جائے کہ مصنف، طابع، ناشر، کمپوزر، ریکارڈ جمع کرنے والا؛ ان سب کے خلاف کارروائی کی استدعا کی گئی، لیکن ان کے بارہ میں بھی سپریم کورٹ نے کوئی وضاحت نہیں مانگی کہ آیا یہ لوگ گرفتار ہوئے کہ نہیں؟ اگر ہوئے تو کیا کارروائی ہوئی؟ اور اگر نہیں ہوئے تو کیوں نہیں ہوئے؟ اور مزید اس بابت بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جب بین شدہ اور تحریف شدہ تفسیر صغیر تقسیم کے مرحلے تک پہنچی ہے تو کیا مصنف، طابع، ناشر، کمپوزر، ریکارڈ جمع کرنے جیسے مراحل سے گزرے بغیر یہ تحریف شدہ اور بین شدہ تفسیر وجود میں آ گئی ہے؟ اس معاملے میں یہ فیصلہ خاموش ہے۔

۷:۔۔۔میں لکھا ہے کہ:’’ایف۔آئی۔آر میں ملزم پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ ۲۹۵ بی کا ذکر تو کیا گیا ہے، لیکن ایف۔آئی۔آر کے مندرجات میں توہین قرآن کا الزام نہ تو بلاواسطہ اور نہ ہی بالواسطہ لگایا گیا تھا۔‘‘

اس بارہ میں عرض ہے کہ: ایف۔آئی۔آر میں ۲۹۵ بی، ۲۹۵ سی اور آخر میں ۲۹۸ سی: تینوں دفعات کا ذکر ہے، اور تفسیر صغیر میں کئی مقامات پر تحریف کرکے گویا قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ قانون کی نظر میں جس طرح کسی کو دھماکا خیز مواد دینا جرم ہے، اسی طرح بم پکڑانا بھی جرم ہی کہلاتا ہے۔ جب ایف۔آئی۔آر میں بتایا گیا کہ تفسیر صغیر (جس میں جابجا تحریف کرکے قرآن کریم کی توہین کی گئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی، اس کے علاوہ قرآن کریم کو غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا) اس کی تعلیم وتبلیغ کی جارہی ہے، جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور اس سے نقصِ امن کا اندیشہ ہے، توان سب کے باوجود فیصلے میں یہ کہہ دینا کہ:’’اس میں دفعات کا تو ذکر ہے لیکن اس میں توہین قرآن کا الزام نہ تو بالواسطہ اور نہ ہی بلاواسطہ لگایا گیا۔‘‘ سمجھ سے بالاتر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ تحریف شدہ اور بین شدہ تفسیر صغیر کی اشاعت وتقسیم بذاتِ خود قرآن کریم کی توہین ہے۔ مزید یہ کہ ایک قادیانی کا اپنے ہاتھ میں تحریف شدہ تفسیر صغیر رکھنا؛ کیا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے واسطے نہیں؟ اس تفسیر کی تقسیم کرنا تعلیم اور تبلیغ کے زمرے میں نہیں آتا؟ اس تفسیر صغیر میں تحریف کرکے اس کو چھاپنا قرآن کو غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال کرنا لازم نہیں آتا؟ اس تحریف شدہ تفسیر صغیر میں ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کا مرزا بشیر الدین محمود کے لیے لکھے ہوئے ہونے سے اس لفظ کو غیرِ صحابی کے لیے استعمال کرنا لازم نہیں آتا؟

اور یہ کہنا کہ:’’چونکہ مذکورہ ادارہ جہاں ایف۔آئی۔آر کے مطابق ممنوعہ کتاب تقسیم کی گئی تھی؛ احمدیوں کا ادارہ تھا، اس لیے اس فعل پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ ۲۹۸ سی کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔‘‘ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مجموعہ تعزیرات کی دفعہ ۲۹۸ سی کو ایک بار پھر پڑھ لیا جائے، جو کہ درج ذیل ہے:’’دفعہ ۲۹۸ سی۔ قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا پرچار کرے:

> قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو، بلاواسطہ یا بالواسطہ، خود کو مسلمان ظاہر کرے، یا اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے موسوم کرے، یا موسوم کرتا ہو، یا الفاظ، خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا دیکھے جاسکنے والے نقوش، کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا پرچار کرے، یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے، یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرے، اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک کی ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔‘‘

اب تحریف شدہ اور بین شدہ تفسیر صغیر جو علانیہ کالج کے بڑے گراؤنڈ میں کئی اداروں کے جمع شدہ طلبہ وطالبات میں تقسیم کی گئی؛ اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ:

۱: تفسیر صغیر ہاتھ میں ہو تو کیا ایک سادہ لوح آدمی یہ نہیں سمجھے گا کہ یہ آدمی مسلمان ہے، اسی لیے تو اس کے ہاتھ میں تفسیر ہے؟ جب کہ واضح ہے کہ تفسیر کی اصطلاح بھی صرف مسلمانوں کے قرآن کریم کے ساتھ خاص ہے، تو کیا اس عمل سے ایسے لوگوں نے بالواسطہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کیا؟

۲: کیا انھوں نے اس عمل سے اپنے عقیدے کا بطور اسلام حوالہ نہیں دیا؟ اور موسوم نہیں کیا؟

۳: کیا اس عمل سے انہوں نے (زبانی، تحریری، ظاہری حرکات سے) دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت نہیں دی؟

۴: کھلے عام کالج کے گراؤنڈ میں تحریف شدہ اور بین شدہ تفسیر صغیر تقسیم کرکے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی؟

۵: ان تمام اعمال کے ہونے کے باوجود فیصلے میں لکھنا کہ:’’چونکہ مذکورہ ادارہ جہاں ایف۔آئی۔آر کے مطابق ممنوعہ کتاب تقسیم کی گئی تھی؛

احمدیوں کا ادارہ تھا، اس لیے اس فعل پر مجموعہ تعزیرات کی دفعہ ۲۹۸ سی کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔‘‘ سمجھ سے بالاتر ہے۔ گویا عدالت بھی مانتی ہے کہ دفعہ ۲۹۸ سی کی خلاف ورزی تو کی گئی لیکن وہ قادیانیوں کا ادارہ تھا، اس لیے اس دفعہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔

معزز عدالت کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک آدمی استفسار کرسکتا ہے کہ کیا کسی قانون کے تحت یہ لکھا ہے کہ قادیانی یا لاہوری اپنے ادارے میں تحریف شدہ قرآن کریم یا بین شدہ کوئی کتاب تقسیم کرسکتے ہیں؟ یا اس کی تعلیم اور تبلیغ کرسکتے ہیں؟ اس کی بھی وضاحت کردی جاتی تو یہ الجھن اور مشکل پیش نہ آتی۔

مزید یہ کہ ایف۔آئی۔آر میں بھی لکھا ہے کہ جن طلبہ اور طالبات میں یہ تحریف شدہ اور بین شدہ تفسیر صغیر تقسیم کی گئی؛ وہ کئی اداروں مثلاً: مدرسۃ الحفظ، عائشہ اکیڈمی، مدرسۃ البنات؛ تین اداروں کے بچوں کو لایا گیا، اور نصرت جہاں کالج کے گراؤنڈ میں کھلے عام یہ تقریب رکھی گئی، اور کہیں نہیں لکھا کہ اس کالج میں صرف قادیانی آسکتے ہیں اور دوسرے سادہ لوح مسلمان نہیں آسکتے۔ جب ایسا نہیں ہے تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تقریب ان کے ادارے میں ہوئی؟

اسی طرح کیا گورنمنٹ سے کالج کا اجازت نامہ لیتے وقت یہ صراحت کی گئی تھی کہ اس میں صرف قادیانی تعلیم حاصل کرسکیں گے اور دوسرے نہیں؟ راقم الحروف کے علم کے مطابق سرکاری تعلیم گاہیں ہوں یا پرائیوٹ ادارے؛ ان کو اجازت نامہ دیتے وقت ایسی کوئی قید نہیں لگائی جاتی کہ فلاں عقیدہ اور مذہب کا آدمی پڑھ سکتا ہے اور فلاں کا نہیں۔ مزید یہ کہ ہمارے معزز جج صاحبان اس تحریف شدہ اور بین شدہ تفسیر صغیر کی تقسیم کی ٹائمنگ اور وقت کو بھی مدِّ نظر رکھتے تو ان کو صحیح نتائج تک پہنچنے میں دِقت پیش نہ آتی کہ ۵ مارچ ۲۰۱۹ء کو ہائی کورٹ کے معزز جج صاحب نے تمام اداروں کو تحریف شدہ ترجمۂ قرآن پاک چھاپنے والے ملزمان کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اگلے ہی دن ۶ مارچ ۲۰۱۹ء کو قادیانیوں نے اعلان کیا کہ کل تفسیر صغیر تقسیم کی جائے گی۔ کیا اس سے یہ باور نہیں ہوتا کہ یہ تمام تر کارروائی معزز جج کے حکم کی خلاف ورزی اور توہینِ عدالت تھی اور یہ تمام تر کارروائی صرف اور صرف جان بوجھ کر اور تمام اداروں کے منہ پر طمانچہ تھا کہ تم نے جو کچھ کرنا ہے، کرلو! ہم تمھاری عدالتوں کے فیصلوں کو یوں ردّی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں؟

اور یہ کہنا کہ: ’’عدالت ہذا کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ ملزم قید میں ۱۳ مہینے گزار چکا ہے، جب کہ ممنوعہ کتاب کی تقسیم کا جرم ثابت ہونے پر اسے جس قانون کے تحت سزا سنائی جاسکتی ہے؛ وہ فوجداری ترمیمی قانون ۱۹۳۲ء کی دفعہ: ۵ ہے، جس کے تحت زیادہ سے زیادہ ۶ مہینے تک کی سزائے قید دی جاسکتی ہے۔‘‘

اس کے بارہ میں وکلا کا کہنا یہ ہے کہ یہ قانون بنیادی طور پر پریس اینڈ ایمرجنسی پاور ایکٹ ۱۹۳۱ء کا حصہ ہے، مگر یہ قانون تو آج سے ۶۴ سال قبل پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی نینس ۱۹۶۰ء کے ذریعے ختم کردیا گیا، جس کے ثبوت میں پی ایل جے ۲۰۲۱ء، سی آر سی ۲۷۷ اور ۲۰۲۲ء ایس سی ایم آر ۱۵۱ اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے دیکھے جائیں۔

مزید یہ کہ معزز عدالت تفسیر صغیر کو کالعدم کتاب تسلیم کرتی ہے۔ درحقیقت یہ مصحف قرآن پاک ہے جسے ٹریزن ایبل اور سیڈیشن ترجمہ اور تشریح موجود ہونے پر حکومتِ پنجاب نے ۲۰۱۶ء سے بین کررکھا ہے۔ بین شدہ مواد رکھنا دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء کی دفعہ ۸ اور ۱۱ ڈبلیو کے تحت جرم ہے جس کی بابت یہ حکم نامہ خاموش ہے۔

۸: .... میں پنجاب حکومت کی درخواست کا ذکر ہے، جس میں مذہبی آزادی کے حق کو معترضہ حکم نامہ ’’قانون، امن عامہ، اور اخلاق کی قیود‘‘ کے بغیر ذکر کیا گیا۔ اس کا عدالت نے آگے جاکر جواب دیا ہے۔

۹: .... میں عدالت عظمیٰ کی جانب سے معترضہ حکم نامے پر تنقید کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا اور آگے خود ہی غلطی کے امکان کو مانتے ہوئے کہا کہ اسی لیے نظر ثانی کی اپیل کا حق دیا جاتا ہے۔

۱۰: .... میں اسلامی تاریخ میں فقہا کرام کی جانب سے قاضیوں کے فیصلوں پر علمی تنقید اور اس کی مثالیں پیش کی گئیں۔

۱۱: .... میں دس اداروں کے نام اور عدالت کی جانب سے انھیں نوٹس دیے جانے کا ذکر ہے۔

۱۲: .... میں عدالت کی صراحت کہ فوجداری مقدمے میں نظر ثانی کے موقع پر مقدمے کے اصل فریقوں کے سوا کسی کو فریق نہیں بنایا جاسکتا، سوائے اس شخص کے جو مقدمے کے فیصلے سے براہِ راست متاثر ہو۔

۱۳: .... میں فاضل ایڈیشنل پروسیکیوٹر جنرل پنجاب کا کہنا تھا کہ معترضہ حکم نامے میں آئین کی دفعہ ۲۰ کا حوالہ دیا گیا، لیکن یہ حوالہ ادھورا ہے، کیونکہ اس میں مذکورہ دفعہ کے ابتدائی الفاظ: ''قانون، امن عامہ، اور اخلاق کے تابع'' نقل نہیں کیے گئے۔ انہوں نے اس بات پر بھی دلائل دیے کہ ایف۔ آئی۔ آر میں مذکورہ حقائق کی بنیاد پر مسؤل الیہ نمبر:۱ کے خلاف مجموعۂ تعزیرات کی دفعہ ۲۹۵ بی کی فردِ جرم عائد کی جاسکتی تھی۔ شکایت کنندہ کے وکیل نے بھی یہ دلیل دی۔

عدالت عظمیٰ کی جانب سے اس پیراگراف میں پہلی بات کہ: ''دفعہ ۲۰ کا حوالہ ادھورا ہے'' کا جواب یہاں نہیں دیا گیا، آگے جا کر دیا ہے۔ دوسری بات کا جواب یہ دیا گیا کہ مسؤل علیہ نمبر:۱ کے وکیل نے اعتراض کیا کہ نظر ثانی میں حکومتِ پنجاب کی جانب سے صرف ایک استدعا کی گئی ہے (کہ دفعہ:۲۰ کا حوالہ ادھورا ہے۔) اب وہ اس پر اضافہ نہیں کرسکتے۔ گویا عدالت بھی مانتی ہے کہ دفعہ:۲۹۵بی کا اطلاق ہوسکتا تھا، جس کا پہلے فیصلے میں اطلاق نہیں کیا گیا۔ عوامی امنگوں کے مطابق جب نظر ثانی کا فیصلہ کیا گیا اور نظر ثانی کی استدعا میں چونکہ پنجاب حکومت نے صرف ایک ہی استدعا کی تھی، اس لیے ۲۹۵بی کی فردِ جرم عائد نہیں کی جاسکتی۔

گویا نظر بظاہر قانونی پیچیدگیوں کا سہارا لے کر اور جواز بنا کر ملزم کو ضمانت دی گئی۔ حالانکہ پاکستانی عوام کا تو مطالبہ ہی یہ تھا کہ قانون کے مطابق اور ایف۔ آئی۔ آر کے مطابق اس مقدمے کا صحیح فیصلہ سنایا جائے، اس فیصلے میں جو سقم اور کمزوریاں ہیں ان کو دور کیا جائے۔ لیکن نظر ثانی میں بھی ان کا تدارک نہیں کیا گیا۔ عدالت عظمیٰ کی اس بات سے تو یہ مترشح ہوتا ہے کہ پنجاب حکومت کے فاضل ایڈیشنل پروسیکیوٹر جنرل پنجاب نے اس مقدمے کو سنجیدگی اور بیدار مغزی سے پیش نہیں کیا۔ اگر ایسا صحیح بھی ہو تو عدالت عظمیٰ سے یہ درخواست تو کی جاسکتی ہے کہ وہ مسؤل علیہ نمبر:۱ کے فاضل وکیل سے کہہ سکتی تھی کہ جب ایف۔ آئی۔ آر میں دفعہ:۲۹۵بی کا ذکر ہے اور اس پر دلائل بھی دیے گئے ہیں تو ان دلائل کی روشنی میں دفعہ:۲۹۵بی کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس میں کوئی قانونی رکاوٹ تھی، یا اس پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور یہ بھی کہا کہ: ''ایف۔ آئی۔ آر وقوعے کے تقریباً تین سال بعد درج کی گئی ہے اور اس کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جاسکا۔''

تو گزارش یہ ہے کہ مذہبی معاملات میں ایف۔ آئی۔ آر کا ایسا پیچیدہ اور مشکل نظام بنایا گیا ہے کہ اس میں وفاقی سطح کا افسر جب تک محل وقوع کا معائنہ نہ کرلے یا جب تک وہ اجازت نہ دے تو ایف۔ آئی۔ آر نہیں کاٹی جاسکتی۔ اس مقدمے میں بھی مدعی وقوعے کے دن سے مسلسل افسران بالا کو درخواستیں دیتا رہا لیکن شنوائی نہ ہوئی، حتٰی کہ ہائی کورٹ کے حکم کے بعد پولیس جے آئی ٹی بنی اور پھر پنجاب تحفظ قرآن بورڈ کی طرف سے اس کو بھیجا جانا اور ان کی طرف سے انتظامیہ کو حکم دیا جانا، اس میں اتنی تاخیر ہوئی۔ گویا تاخیر کی وجوہات مقدمے کی فائل میں درخواستوں کی صورت میں موجود ہیں، لیکن شاید ان کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ (جاری ہے)

اسلام کی بابت مغرب کا تعصب

مولانا طارق علی عباسی

اسلام کا پیغام ہدایت کائنات کے لیے ہے اور اللہ جل مجدہ نے اسلام کی فطرت ہی میں یہ عنصر رکھ دیا ہے کہ وہ چار دانگ عالم میں پھیلے۔ یہ اسلام کی خوبی ہے کہ اسلام کو دبایا نہیں جاسکتا، نہ مٹایا جاسکتا ہے اور نہ ہی میدانِ عمل سے ہٹایا جاسکتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے یہ صاف بتلایا ہے کہ اسلام ہر دین پر غالب ہوکر رہے گا، چاہے کسی کافر یا مشرک کو برا لگے۔ ان سب سچائیوں کو جاننے کے باوجود آخر وہ کون سی وجوہ ہیں جن کی وجہ سے مغرب اسلام سے خوف زدہ ہے اور اسلام کے نام سے وحشت کھاتا ہے؟ مغرب آخر کیوں اسلام کے خلاف تعصب پھیلاتا ہے؟ آخر کیوں وہ اسلام کے بارے انسانیت کو گمراہ کرنے میں سرگرم ہے؟

اس بات کو جاننے کے لیے دورِ حاضر میں ماہرین نفسیات نے عقلی اور دماغی بیماری کے جراثیم (اسلاموفوبیا) کا انکشاف کیا ہے۔ اس مرض میں مبتلا ہوکر انسان اسلام دشمنی کی آگ میں جھلسنے لگتا ہے، اسلام کو اپنے واہموں اور شوشوں سے نشانہ بناتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں اسلاموفوبیا کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ اسلام کے سیاسی طاقت بن جانے کے خوف کا نام اسلام فوبیا ہے۔ مغرب اسلام کا پوری دنیا پر مکمل طور غلبہ پا جانے سے ڈرتا ہے، اس لیے سازش کے تحت اس طرح کے نام اور اصطلاحات وضع کرکے سب کو ڈرا رہا ہے اور مختلف انداز میں اس واہمے کا پرچار کرکے ورغلا رہا ہے، جو کہ حقیقت میں مکر اور فریب ہے۔

آج کے دور میں مغربی میڈیا اور اس کے مقلدین کا بنیادی ایجنڈا ہے کہ اسلام کی مخالفت کا زہر مختلف تہذیبوں میں دھیرے دھیرے انڈیلا جائے اور سب کو اسلام کے خلاف کھڑا کیا جائے۔ مغرب چاہتا ہے کہ اسلام کو مغرب کے رنگ میں رنگا جائے، اسلامی تعلیمات کا نمونہ مغربی طرز کا بنایا جائے۔ یہ خبطی مقصد ہے۔

دینِ اسلام کے خلاف زہر آلود بغض اسی لیے ہے کہ اسلام جاہلانہ رسوم کو مٹانے پر زور دیتا ہے اور مشرکانہ اعمال وبدعات کی کمر توڑتا ہے، خواہشات کو رضائے مولیٰ پر نچھاور کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور خود ساختہ ادیان کی رگیں کاٹ کر توحید کا علم بلند کرتا ہے، ختمِ نبوت کا عقیدہ پیش کرتا ہے، اسلام انسانیت کو شریعت کے اس لازوال کینوس میں لانے کے لیے سرگرم ہے جو سب کے لیے ابرِ رحمت ہے، اسلام ہر موڑ پر انسانیت کی فلاح وصلاح کا علم بردار ہے۔

اسلام سے اسلام دشمنوں کی دشمنی عہدِ قدیم سے ہے، جس کی شہادت قرآن حکیم کی سورۂ بقرۃ کی آیت ایک سو بیس میں مذکور ہے کہ یہود ونصاریٰ ہرگز آپ سے خوش نہیں ہوں گے، تا آنکہ آپ ان کی ملت کو نہ اپنا لیں۔ یہود، عیسائی اور دیگر کفار مل کر ہمیشہ مسلمانوں کو کمزور کرتے رہے ہیں، حالاں کہ یہ خود آپس میں بھی ایک دوسرے کے سخت دشمن ہیں، مگر اسلام کے مقابلے میں یہ سب ایک ہیں اور ''الکفر ملۃ واحدۃ'' کا مصداق ہیں۔

قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو ان قوموں کو سورۂ فاتحہ میں مغضوب علیھم اور ضالین کہا گیا ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل میں بے شمار انبیائے کرام پیدا ہوئے اور ان کی نافرمانی کی پاداش میں بنی اسرائیل سے ہمیشہ کے لیے یہ نوعیتِ ملت اور ولایتِ قبلہ

شہادت حسینؓ وختم نبوت کانفرنس

قصور.... ۱۹ر جولائی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شہادت حسینؓ و ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد کھوہاں قصور شہر میں قاری مشتاق احمد رحیمی کی صدارت اور تلاوت سے شروع ہوئی۔ مبلغ قصور مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی نے نقابت کی۔ مولانا سید زہیر شاہ ہمدانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جبکہ نگرانی مولانا قمر سلیم، حاجی سراج دین نے کی اور سرپرستی میاں محمد معصوم انصاری، حاجی شبیر احمد مغل، مفتی محمد احمد، مولانا قاری احسان اللہ نے کی۔ مولانا سید جنید شاہ کی کاوشوں سے بھرپور پروگرام ہوا۔

چھین لی گئی اور بنواسماعیل کوسونپی گئی۔ بعثتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کا جو زمانہ تھا، وہ ان کو مہلت تھی، مگر انہوں نے اس آخری موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا، بلکہ دشمنی پر اتر آئے۔ ایسا سمجھیے کہ یہود ونصاریٰ کی گھٹی میں ہی اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی پڑی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے کتبِ تاریخ میں بڑے بڑے واقعات درج ہیں کہ یہود ونصاریٰ مختلف ادوار میں اسلام کو نشانہ بناتے رہے ہے۔

آج مغرب نے عالمِ اسلام میں جو ظلم برپا کیا ہے، اس سے کون واقف نہیں؟ آج کے دور میں مغرب کا اسلام اور مسلمانوں سے ناواقف ہونا اس بنا پر نہیں کہ مغرب اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مکمل معلومات نہیں رکھتا، بلکہ اس معنی میں ہے کہ تعصب وضد میں آنکھ الٹا دیکھا کرتی ہے، ذہن وسعتِ فہم سے کام نہیں لیتا، جس سے تنگ نظری، تعصب وعناد جیسے امراض جنم لیتے ہیں، جس کی وجہ سے تعلیماتِ صحیحہ موجود ہوتے ہوئے بھی نظر وہاں نہیں جاتی۔

اسلام سے متعلق مغرب اپنے تصورات کو بنا دلیل حقیقت سمجھ کر اور ان کو اپنے نظریات قرار دے کر غلط فہمی کا شکار ہے۔ میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلام کا غلط اور خوف ناک چہرہ ذہنوں میں بٹھا دیا گیا ہے، اس سلسلے میں ہمیں بحیثیت مسلمان اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ ہمیں اپنے کردار کے حسن سے اسلام کی دعوت دینی ہے۔ اپنے احوال وافعال اور نظامِ زندگی کی درستگی کے ذریعے مرکز دعوت بننا ہے۔ ہماری نئی نسل کو یہود وعیسائیت اور دیگر اسلام دشمنوں سے واقف ہونے کے لیے قرآن وحدیث اور اپنی درخشاں تاریخ سے باخبر رہنا ہوگا، ورنہ وہ کسی غلط نتیجہ پر پہنچیں گے۔ مغرب اسلام کے بارے میں لوگوں کو گم راہ کر رہا ہے کہ اسلام قوموں کی ثقافتوں اور تہذیبوں کو یا ان کی اقدار کو نقصان پہنچاتا ہے، حالاں کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اسلام سلیم الفطرت روایات کا امین ہے۔ بدفطرتی کے مقابلے میں فطرت کو رائج کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام دیگر مذاہب اور ان کے ماننے والوں کو تکریم سکھلاتا ہے، ان کی عبادت گاہوں، جان ومال کے تحفظ کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کی رواداری مثالی تاریخ رکھتی ہے، اس کی نظیر کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام ہر زمانے میں قابلِ عمل اور زندگی کے ہر شعبے اور طریقے میں رائج ہونے والا دین ہے، اس لیے مغرب کا یہ الزام فرسودہ ہے کہ اسلام جدیدیت کے ساتھ نہیں چل سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اعتدال پسندی کی تعلیم دیتا ہے۔ امنِ عامہ کا فروغ اسلام کی بنیادی خصوصیات میں سے ہے۔ اس کے برعکس مغرب نے مذہب کو زندگی کے تمام شعبوں سے اکھاڑ ڈالا ہے۔ سیاسیات، اقتصادیات، معاشرت واخلاق، علم وفن...... غرض کہ ان کے ہاں کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں جس میں مذہبی عنصر شامل ہو اور جس سے وہ مستفیض ہوتے ہوں۔ مغرب ناپسند کرتا ہے کہ مذہب ان کی زندگی میں داخل ہو اور وہ اس کی راہ نمائی میں چلیں۔ مغرب قدیم جاہلیت کی جدید شکل ہے۔ مغرب بڑا عیار ہے، بھیس بدلنے میں دیر نہیں کرتا۔ مغرب خواہشات کا مجموعہ ہے اور ظاہر بات ہے کہ خواہشاتِ نفسانیہ طوق کی مانند ہوتی ہیں، جس کو مغرب نے پہنا ہوا ہے۔ پھر آپ خود ہی بتایئے کہ ایسا انسان کیوں کر مذہب کی طرف لوٹے گا؟ عبدیت کے تقاضے کیسے پورے کرے گا؟ دین اسلام کو اپنے لیے خطرہ کیوں نہیں جانے گا؟ ایسے لوگوں کے دلوں میں اسلام سے متعلق محبت کی بجائے نفرت ہی پیدا ہوگی اور وہ خود کو دشمن ثابت کریں گے، الا ماشاء اللہ!

جب مغرب کے ہاں مذہب فقط شخصی معاملہ قرار پائے اور وہ حسب مزاج ہی استعمال کیا جائے، تو اس کے بعد بھی کہنے کو کچھ باقی بچتا ہے؟ کیا اب بھی کوئی عقل مند یہ سوال اٹھائے گا کہ مغرب کو اسلام سے کیا خطرہ ہے؟ اور مغرب اسلام کے نام سے وحشت زدہ کیوں ہے؟ ☆☆☆

قادیانی فیملی کا قبولِ اسلام

۱۷ رجون ۲۰۲۴ء بروز پیر بعد از نمازِ عصر جامع مسجد طفیل گلی نمبر ۳ علاقہ تھانہ سرگودھا روڈ کے محلہ مصطفیٰ آباد نزد بولی دی جھگی میں راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محمد عابد پوری، بھائی محمد حارث، حاجی محمد مشتاق، علی رضا، ماسٹر شعیب، بھائی محمد عمر، محمد علی اور تحریک لبیک کے کافی کارکنوں، اہل محلہ اور امام مسجد کی موجودگی میں ایک قادیانی فیملی نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر فیصل آباد کے امیر تحریک لبیک میاں محمد اجمل کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا، اس فیملی کے نام شعیب اور اس کی اہلیہ اور دو بیٹے: اویس، واثق ہیں۔ قادیانی مذہب سے تائب ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت سے گہری وابستگی واستقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہِ صفر...... توہمات، بدعات!

مولانا محمد عاطف نوید

ماہ صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے۔اس ماہ کی قرآن وحدیث میں نہ کوئی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے، نہ ہی کوئی خاص مذمت۔

صفر کو صفر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اکثر اہلِ عرب ماہِ صفر سے تین ماہ قبل ان مہینوں میں جنگ وجدال نہ کرتے حتیٰ کہ اگر سامنے باپ کا قاتل آجاتا تو اس کو بھی کچھ نہ کہتے۔ جب ماہِ صفر شروع ہوتا، یہ گھروں سے نکل جاتے، قتل وقتال کے لیے گھروں کو خالی چھوڑ دیتے، تو عرب والے کہتے: ”صفر المکان“ مکان خالی ہیں۔

عام طور پر صفر کے ساتھ مظفر یا الخیر کا اضافہ کیا جاتا ہے۔صفر المظفر ،صفر الخیر کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس ماہ کے متعلق اچھے خیال نہیں رکھتے تھے۔اور اس ماہ میں خوشی کی تقریبات کو معیوب سمجھتے تھے۔

حالانکہ اسلامی اعتبار سے اس ماہ میں کوئی نحوست نہیں، نہ ہی کوئی آفت ہے۔ تو صفر المظفر ، یا صفر الخیر سے تعبیر کر کے اس وہم کو دور کیا جاتا ہے تا کہ لوگ اس ماہ کو کامیابی وکامرانی والا تصور کریں۔

اسلام سے قبل عربوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ اشہر حرم (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) میں جنگ وجدال سے پرہیز کرتے، تو اسلام سے قبل عربوں کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ ان کے اندر جب بدلہ لینے کا جذبہ بڑھ جاتا، تو ان کا سردار اعلان کرتا، اس سال ہم نے محرم کو صفر کی جگہ آگے کر دیا ہے۔ اس سے وہ اپنے انتقام کی خواہش کو پوری کر لیتے تو اس کو آگے پیچھے کرنے کو نسی ء کی رسم سے تعبیر کرتے تھے۔

(جاہلیت کے زمانے میں ان کی حالت یہ تھی کہ وہ اللہ کے حلال کردہ کو حرام کردیتے اور حرام کردہ کو حلال بنا لیتے، اس کا حق انہوں نے اپنے سردار کو دے رکھا تھا)۔(تفسیر عثمانی)

عرب کے لوگ صفر کو مختلف معانی میں استعمال کرتے تھے کبھی تو صفر سے بدفالی مراد لیتے، کبھی صفر سے یرقان کی بیماری مراد لیتے، کبھی صفر سے پیٹ کی بیماری مراد لیتے، لیکن! اسلام نے ان کے ان غلط عقائد کی تردید کی ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ماہِ صفر سے اس قسم کی بدفالی مراد لینا درست نہیں ہے۔(بخاری ومسلم)

اس طرح لوگ اس ماہ میں شادی، اور کوئی بھی خوشی کی تقریب منعقد نہیں کرتے، ان کا خیال یہ ہے جو شادی ماہ صفر میں ہو وہ ناکام ہوتی ہے، اس کے نتائج اچھے نہیں ہوتے اس کے علاوہ کوئی بھی اچھا کام نہیں کرتے، جب ماہ صفر گزر جاتا ہے تو ان کاموں کی ابتداء کی جاتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ان کا بھی یہ نظریہ باطل ہے۔

آج بھی پڑھے لکھے لوگ خود کو دین دار کہلوانے والے بھی اس ماہ کو آفت زدہ قرار دیتے ہیں، اس ماہ کے متعلق، من گھڑت واقعات قصے اور کہانیاں نقل کرتے ہیں جو بالکل بے سند ہیں۔ ان کا نہ کوئی قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے کوئی ذکر ملتا ہے، نہ ہی سلف صالحین سے، بلکہ ان کا خود ایجاد کردہ نظریہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر

(بخاری شریف حدیث نمبر ۵۷۱۳۔کتاب الطب)

ترجمہ: ”ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا (اللہ کے حکم کے بغیر) بدشگونی اور مخصوص پرندے کی بدشگونی اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں۔“

(ترجمہ ماخوذ از ماہ صفر اور توہم پرستی)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ صفر کے متعلق غلط وہم کرنا یہ زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے اسلام نے اس کی نفی کی ہے۔

اس ماہ کے آخری بدھ کو لوگ عجیب وغریب قسم کے کام کرتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

ا:.... لوگ اس دن چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں، وجہ یہ بتاتے ہیں کہ صفر کے آخری بدھ جناب نبی کریم (ﷺ) نے غسل صحت

فرمایا تھا اور سیر و تفریح کی تھی۔ حالانکہ اگر روایات کا جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے اس بدھ کو آپ (ﷺ) کا مرض شدت اختیار کر گیا تھا نہ کہ صحت ہوئی۔

(دلائل النبوۃ، حدیث:۳۱۸۰)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) صفر کے آخری عشرے میں رات کو بیدار ہوئے، اپنے غلام ابو مُحیبہ سے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ اہل بقیع کے لیے استغفار کروں۔ تو جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو سر کا درد شروع ہوا، مرض شدت اختیار کرتا گیا۔

(سیرت المصطفیٰ، ج:۳،ص:۱۵۷، الطاف سنز)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ صفر کے آخری ایام میں مرض بڑھ گیا تھا نہ کہ کم ہوا۔ ۲۔ لوگ اس بدھ کو سیر و تریح کے لیے سمندر اور دریا کے کنارے گھومنے جاتے ہیں تا کہ اس دن کے موہوم شر سے بچ جائیں۔ ۳۔ بعض لوگ اس دن عمدہ کھانا پکاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں اور بھی اس طرح کے عجیب وغریب کام کرتے ہیں۔

ماہِ صفر اور تاریخی واقعات:

٭.... ماہِ صفر ۲ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نکاح ہوا، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے جبکہ رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی۔

(البدایۃ والنہایۃ فی ذکر اولاد محمد (ﷺ)۔ جلد ۵)

٭.... ماہ صفر سن ۴ ہجری میں بیرِ معونہ کا واقعہ پیش آیا۔

٭.... ماہ صفر سن ۳ ہجری میں مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت ملی کفار سے۔ اور یہ آیت اتری: "اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔"

(الحج، آیت ۳۹)

٭.... ماہِ صفر ۷ ہجری میں غزوۂ خیبر کے موقع پر قبیلہ دوس نے یمن سے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، اسی وفد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے ۷۰/۸۰ افراد شامل تھے۔ (البدایہ، جلد ۵)

٭.... ماہ صفر ۱۱ ہجری میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو آپ (ﷺ) نے یمن کے شہر صنعاء کی طرف روانہ کیا جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کا خاتمہ کرنے کے لئے چنانچہ انہوں نے اسے جہنم واصل کیا۔ ماہ صفر 99 ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت قائم ہوئی۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۹، بحوالہ ماہ صفر اور توہم پرستی)

☆☆ .... ☆☆

ختم نبوت علماء کنونشن، تونسہ شریف

28/جولائی 2024ء بروز اتوار صبح گیارہ بجے سے ایک بجے تک جامعہ محمدیہ گلشن محمد خانقاہ تونسہ شریف میں ختم نبوت علماء کنونشن کا انعقاد ہوا، جس میں علاقہ بھر کے علماء کرام، خطباء عظام اور ائمۂ مساجد، مدرسین اور دیگر احباب نے شرکت کی، جس کی صدارت استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن تونسوی مدظلہ نے کی مولانا محمد اقبال ساقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان نے کنونشن کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل تونسہ شریف مولانا امان اللہ قیصرانی نے اپنے بیان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو تحصیل بھر کے علماء کرام کی طرف سے یقین دہانی کرائی کہ انشاءاللہ العزیز پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی تحصیل تونسہ شریف سے ایک بہت بڑا قافلہ یوم الفتح گولڈن جوبلی تحفظ ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان لاہور میں بھرپور شرکت کرے گا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کے موضوع پر خطاب کیا، حضرات علماء کرام کو ۷ ستمبر کو مینارِ پاکستان میں ہونے والی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دی۔ آخر میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن تونسوی مدظلہ نے دعا فرمائی۔ تمام مہمانوں کے لیے کھانے کا نظم جامعہ محمدیہ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری صاحب کی قیادت میں مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، قاری عبدالخالق و دیگر احباب نے تحصیل بھر کا دورہ کیا اور احباب کو دعوت نامے پہنچائے۔

دریں اثناء اسی روز مدرسہ سیدنا فاروق اعظم شاہ صدر دین میں ختم نبوت علماء کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل حنفی صاحب نے کی، میزبانی مجلس مشاورت بین العلماء شاہ صدر دین نے کی جس میں مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب تھے انہوں نے اپنے بیان میں ۷ ستمبر 2024ء کو مینار پاکستان میں ہونے والی گولڈن جوبلی تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ اس پروگرام میں مولانا عبدالعزیز لاشاری اور مولانا محمد اقبال ساقی نے اس کنونشن کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا اور مجلس مشاورت بین العلماء شاہ صدر دین کا شکریہ ادا کیا۔

سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ..... فضائل ومناقب

تالیف:.... حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
(چھٹی قسط)
تلخیص وانتخاب:..... مولانا محمد قاسم، کراچی

قرآن میں حضرت عثمانؓ کا ذکر:

حضرت عثمانؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہانہ محبت، ان کا غیر معمولی لحاظ اور توقیر خود حضرت عثمانؓ کے خیرِ مجسم ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی بعض آیات میں بھی حضرت عثمانؓ کی طرف تلمیح کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ قرآن میں مندرجہ ذیل آیت حضرت عثمانؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے:

''اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْ رَحْمَةَ رَبِّهٖ۔'' (الزمر:9)

ترجمہ: ''بھلا جو شخص رات کے اوقات تنہائی میں خدا کی بندگی میں لگا ہے، کبھی اس کی جناب میں سجدہ کرتا ہے اور کبھی اس کے حضور میں دست بستہ کھڑا ہوتا۔ آخرت سے ڈرتا اور اپنے پروردگار کے فضل کا امیدوار ہے، کہیں ایسا شخص بندہ نافرمان کے برابر ہوسکتا ہے۔''

اسی طرح ایک اور آیت ہے، جو عبداللہ بن عباسؓ کے بیان کے مطابق حضرت عثمانؓ کی شان میں نازل ہوئی تھی، وہ آیت ہے:

''هَلْ يَسْتَوِیْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔'' (النحل:76)

ترجمہ: ''کیا ایسا غلام اور وہ شخص دونوں برابر ہوسکتے ہیں جو لوگوں کو حدِّ اعتدال پر قائم رہنے کو کہتا اور خود بھی اعتدال یعنی انصاف کے سیدھے راستے پر قائم ہے۔''

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغیچہ میں داخل ہوئے اور مجھ کو حکم دیا کہ اس کے دروازہ کی نگرانی کروں، اتنے میں ایک شخص آیا، اس نے اجازت طلب کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اس شخص کو اندر آنے دو اور اس کو جنت کی بشارت دے دو! اب یہ شخص اندر آیا تو دیکھا کہ یہ ابوبکرؓ تھے۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا تو اس کی اجازت طلبی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی فرمایا: اسے اندر آنے دو اور اسے جنت کی بشارت سنادو! اب دیکھا تو یہ عمرؓ تھے۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے اجازت طلب کی تو اس مرتبہ ارشادِ نبوی ہوا:

''ابوموسیٰ! تم اس شخص کو اندر آنے کی اجازت دے دو، اور جو مصیبت اس کو پہنچنے والی ہے، اس پر اسے جنت کی بشارت سنادو۔''

اب یہ شخص اندر آیا تو دیکھا کہ یہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ (صحیح بخاری باب مناقب عثمانؓ)

اس روایت کو ابوموسیٰ اشعریؓ سے عاصم الاحولؒ نے بھی نقل کیا ہے، اور اس میں مزید یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے، جہاں پانی تھا اور آپ کا گھٹنا کھلا ہوا تھا، جب عثمانؓ اندر آئے تو آپ نے گھٹنا ڈھانپ لیا۔

دوسرا واقعہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ احد پر چڑھے تو پہاڑ لرزنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پہلے پہاڑ پر پیر مارا اور پھر فرمایا: اے احد ٹھہر! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

ازواج واولاد:

حضرت عثمانؓ کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے ہوا تھا، ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا، لیکن ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوکر جلد انتقال ہوگیا، اسی نسبت سے حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت رقیہؓ سے پہلے بھی عہدِ جاہلیت میں حضرت عثمانؓ

نے ایک خاتون سے نکاح کیا تھا اور اس کے بطن سے ایک لڑکا تھا، جس کا نام عمرو تھا، اس مناسبت سے ان کی پہلی کنیت ابو عمرو تھی، حضرت رقیہؓ سے ولادت کے بعد ان کی کنیت ابو عبداللہ ہوگئی۔ بہر حال! حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عثمانؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے ہوا، ۳ ہجری میں۔ غزوۂ بدر جس روز ختم ہوا ہے، اسی دن ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ غالباً ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے جن خواتین سے نکاح کیا، ان کے نام یہ ہیں:

(۱) فاختہ بنت غزوان، قبیلۂ مضر سے تعلق رکھتی تھیں، ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام عبداللہ الاصغر تھا، نوعمری میں انتقال ہوا۔

(۲) ام عمرو بنت جندب قبیلۂ ازد سے تعلق تھا، ان سے عمرو، ابان، خالد اور عمر؛ چار لڑکے، اور مریم ایک لڑکی پیدا ہوئے۔

(۳) فاطمہ بنت الولید ام عبداللہ کنیت، قبیلہ بنی مخزوم، ان سے ولید، سعید؛ دو لڑکے، اور ام سعید ایک لڑکی پیدا ہوئے۔

(۴) اسماء بنت ابی جمیل بن ہشام: ان سے ایک لڑکا مغیرہ پیدا ہوا۔

(۵) ملیکہ بنت عیینہ بن حصن الفزاری، کنیت ام البنین، ان سے صرف ایک لڑکا عبدالملک پیدا ہوا اور جلد ہی انتقال ہوگیا۔

(۶) رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ: ان سے تین لڑکیاں ہوئیں: ام ابان، ام عمرو اور عائشہ۔

(۷) نائلہ بنت الفرافصۃ الکلبی، ان سے یہ اولاد ہوئی: مریم الصغریٰ، ام خالد، اروی، ام ابان الصغریٰ اور عنبۃ۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت یہی موجود تھیں، حضرت عثمانؓ پر قاتلوں نے جب حملہ کیا تو شوہر نامدار کو بچانے کی کوشش میں انہوں نے تلوار کا وار اپنے ہاتھ پر لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی انگلیاں شہید ہوگئیں۔

حضرت نائلہ کو اپنے شوہر والا گہر سے اس درجہ محبت اور ان کی مظلومانہ شہادت کا اس درجہ رنج اور صدمہ تھا کہ اگرچہ عرب میں بیوہ عورتوں کے نکاح کرنے کا رواج عام تھا، اس میں نہ مرد کو تکلف ہوتا تھا اور نہ عورت کو، لیکن ان کے باوجود آپؒ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد پیغام نکاح کے باوجود دوسرا نکاح نہیں کیا اور اپنی بیوگی حضرت عثمانؓ کے نام پر گزار دی۔

دیگر بیٹے اور صاحبزادیاں:

(۱) مریم، (۲) ام عثمان، (۳) عائشہ، (۴) ام ابان، (۵) ام عمرو، (۶) ام خالد، (۷) اروی، (۸) ام البنین۔

اولاد مذکور میں حضرت ابانؒ بن عثمان بڑے پایہ کے محدث تھے، انہوں نے سیرت میں ایک کتاب بھی لکھی تھی، جو اگرچہ اب معدوم ہے؛ لیکن ابن سعدؒ نے حضرت عمرؓ کی وفات کے سلسلے میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

(جاری ہے)

ڈاکٹر محمد صدیق مرحوم

ہمارے ایک رشتہ میں چچا فیض بخش مرحوم تھے، انہیں اللہ پاک نے تین بیٹے عطا فرمائے، بڑے بیٹے اللہ بخش ظروف سازی کا کام کرتے تھے۔ درمیانی بیٹے حافظ گل محمد تھے اور تیسرے بیٹے منظر احمد۔ گل محمد کا انتقال کافی عرصہ پہلے ہوا۔ حافظ گل محمد کی آواز اچھی تھی۔ شاعر تنظیم اہلسنت جناب خان محمد کمترؒ کی مدح صحابہ پر ایک مشہور نظم تھی: ''بن یار نبی دے یاراں دا۔ جے شک ہووی ونج مدینے ویکھ سنجوک مزاراں دا'' یہ مدحیہ نظم اتنی مقبول ہوئی کہ مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کبیر والا کے مولوی محمد شفیعؒ سے جب حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت والا بار باران سے نظم کی فرمائش کرکے سماعت فرماتے۔ ہمارے چچازاد حافظ گل محمد، ہماری بستی (بستی مٹھو) کے فیض احمد کبھی ساتھ مل کر پڑھتے اور کبھی علیحدہ علیحدہ تو سماں باندھ دیتے۔ حافظ گل محمدؒ کو اللہ پاک نے دو بیٹے عطا فرمائے محمد صدیق، محمد شفیق، محمد صدیق جو ڈاکٹر محمد صدیق کے نام سے مشہور ہوئے۔ ہمارے شجاع آباد کے قدیمی معالج ڈاکٹر ادریس احمد صدیقی کے ڈسپنسر کے طور پر انہوں نے بیس پچیس سال خدمات سرانجام دیں۔ ہیپاٹائٹس سی کے مریض چلے آرہے تھے، علاج معالجہ جاری رہا، تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا۔ ۲۳/ جون ۲۰۲۴ء صبح نو بجے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور دو بیٹے سوگوار چھوڑے اسی روز عشاء کی نماز کے بعد ملتان میں راقم کی اقتدا میں سینکڑوں حضرات نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور انہیں بوا پور ملتان کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

قادیانیوں کے حق میں سپریم کورٹ کا

غیر منصفانہ فیصلہ

حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی مدظلہ

حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی مدظلہ نے قادیانیوں کے بارے میں سپریم کورٹ کے ۶؍فروری ۲۰۲۴ء کے متنازعہ اور غیر منصفانہ فیصلہ کا اپنے خطبات میں دلائل و براہین کی روشنی میں جائزہ لیا ہے، جسے بعدازاں آپ نے تحریری شکل میں مرتب فرمایا ہے اور اس کے پیش لفظ میں آپ کے صاحبزادہ مولانا حمزہ احسانی صاحب نے ان خطبات کی تلخیص اور اجمالی خاکہ لکھا ہے۔ افادۂ عام کے لئے ہم ان کے شکریہ کے ساتھ اسے ہفت روزہ میں شامل اشاعت کررہے ہیں۔ (ادارہ)

....

’’۲۰۱۸ء: لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی کہ: قادیانی، قرآنِ پاک کی معنوی تحریف پر مشتمل ’’تفسیرِ صغیر‘‘ شائع کررہے ہیں، جو قانوناً جرم ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

۵؍مارچ ۲۰۱۹ء: ہائی کورٹ نے ریاستی اداروں کو قادیانیوں کے اس اقدام کے خلاف قانونی کارروائی کا حکم جاری کیا۔

۶؍مارچ ۲۰۱۹ء: ہائی کورٹ کے اس حکم نامہ کے اگلے روز ہی قادیانیوں نے کھلی بغاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کردیا کہ: ۷؍مارچ ۲۰۱۹ء کو چناب نگر میں ’’تفسیرِ صغیر‘‘ تقسیم کی جائے گی۔

۶؍مارچ ۲۰۱۹ء: جس روز قادیانیوں نے اعلان کیا، اسی دن چناب نگر تھانہ میں اس کے خلاف درخواست دائر کی گئی، لیکن پولیس کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

۷؍مارچ ۲۰۱۹ء: اعلان کے مطابق قادیانیوں نے کالج گراؤنڈ چناب نگر میں ’’تفسیرِ صغیر‘‘ تقسیم کی، جس کے ثبوت حاصل کرکے دوبارہ تھانہ میں درخواست دی گئی، لیکن پولیس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔

عوامی احتجاج کے بعد پولیس نے ایک جے آئی ٹی کمیٹی بنادی، جس نے فریقین کے ہمراہ مختلف اجلاسوں میں اس معاملہ کا ہر پہلو سے جائزہ لیا، لیکن قادیانیوں کا جرم واضح ہونے کے باوجود اُن کے خلاف کارروائی کے بجائے ساڑھے تین سال بعد ۲۰۲۲ء میں یہ معاملہ ’’پنجاب قرآن بورڈ‘‘ کو بھیج دیا گیا۔

دسمبر ۲۰۲۲ء: پنجاب قرآن بورڈ نے اس معاملے سے متعلق تمام دستاویزات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد چنیوٹ کی ضلعی انتظامیہ کو ایف آئی آر کاٹنے کا کہا۔ پنجاب قرآن بورڈ کے کہنے پر ایف آئی آر درج کی گئی، جس کے ایک ماہ بعد ملزم (اس بے مسمّی) مبارک احمد قادیانی کو گرفتار کیا گیا۔

جرائم کی نوعیت سنگین ہونے کی وجہ سے قانوناً ملزم ’’ضمانت‘‘ کا حق دار نہیں تھا۔ چنانچہ ملزم کی درخواست ضمانت کو یکے بعد دیگرے سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ نے مسترد کردیا۔ مگر یہی درخواست ضمانت جب سپریم کورٹ میں پہنچی تو دو رکنی بینچ نے اس کیس سے ناقابل ضمانت دفعات خارج کرکے ملزم کی ضمانت منظور کرلی۔

قادیانی ملزم کے پانچ جرائم:

ملزم آئین وقانون کی رو سے پانچ الگ الگ جرائم کا مرتکب ہے:

(۱) قادیانی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا۔

(۲) مرزا قادیانی کے بیٹے کے نام کے ساتھ ’’رضی اللہ عنہ‘‘ لکھنا۔

(۳) قرآن پاک کا مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کے خلاف ترجمہ شائع کرنا۔

(۴) قرآن پاک کی غلط تفسیر شائع کرکے اہلِ اسلام کے جذبات کو مجروح کرنا۔

(۵) قرآن پاک کو غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال کرنا۔

آئین کی رو سے ان پانچوں جرائم کی مجموعی سزا کم ازکم ۲۶ سال قید بنتی ہے۔ سپریم

کورٹ نے ان جرائم کی دفعات کو خارج کرنے کا حکم دے دیا۔

سپریم کورٹ کے فیصلہ میں چند محل نظر امور:

سپریم کورٹ کے اس فیصلہ میں چند چیزیں محل نظر ہیں:

(۱)مطالبے کے باوجود سرکاری وکیل کو کیس کا مطالعہ کرنے کی مہلت نہ دینا۔

(۲)مطالبے کے باوجود مدعی کے وکیل کو بولنے کی اجازت نہ دینا۔

(۳)قرآنی آیت ''لا اکرہ فی الدین '' سے غلط استدلال۔

(۴)قرآن پاک کی فکر وتدبر والی دو آیات سے خودساختہ استدلال۔

(۵)حفاظتِ قرآن سے متعلق آیت سے من گھڑت استدلال۔

(۶)آرٹیکل ۲۰ اور آرٹیکل ۲۲ کا بے جا طور پر تذکرہ۔

(۷)قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کو ۲۰۲۱ء کا قانون کہہ کر صریح جھوٹ بولنا۔

(۸)قادیانی ملزم کے ''مذہبی'' جرم پر ایک ''اخلاقی'' جرم کی دفعہ آرٹیکل ۱۲ لگانا۔

(۹)۱۹۹۳ء کے سپریم کورٹ کے لارجر بینچ کے فیصلے کو غیر موثر کرنے کی کوشش کرنا۔

(۱۰)مذہبی مقدمات سے متعلق بے جا شکوے کو فیصلہ کا حصہ بنانا، وغیرہ۔

سپریم کورٹ کے اس متنازعہ فیصلے پر مختلف حلقوں کی جانب سے ردعمل ظاہر ہوا تو سپریم کورٹ کے افسر تعلقات عامہ نے پریس ریلیز کے ذریعہ صفائی پیش کی، جسے تمام حلقوں نے مسترد کردیا۔

بعدازاں سپریم کورٹ کی طرف سے جاوید احمد غامدی سے بھی رائے طلب کی گئی، حالانکہ جاوید غامدی نہ تو قادیانیوں کی شرعی تکفیر کے قائل ہیں اور نہ قانونی! یعنی نہ دین اسلام مانتے ہیں، نہ آئین پاکستان۔''

پہلا بیان:

الحمدللہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی! اما بعد! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ''إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ''(النساء:۵۸)

ترجمہ:''اے ایمان والو! بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمہارے پاس جو امانتیں موجود ہیں وہ امانتیں ان کے حق داروں کی طرف لوٹا دو اور جب تم لوگوں کے درمیان کوئی فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں اس کام کی بہت اچھی طرح اور عمدہ نصیحت کرتا ہے اور بے شک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم ونحن علٰی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین، والحمدللہ رب العالمین۔

برادرانِ اہل السنۃ والجماعت، محترم بزرگو، قابلِ احترام ساتھیو، عزیز نوجوان بھائیو!

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کے پانچویں سپارے کے پانچویں رکوع سے ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے، جس میں اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو دو ایسے حکم دیئے ہیں جو انسانی معاشرہ کی، انسانی سماج کی اجتماعی زندگی کے لئے اور ریاستی امن وسلامتی کے لئے بہت ضروری اور اہم ہیں، ان دونوں چیزوں کے بغیر نہ انسانی معاشرہ امن پاسکتا ہے اور نہ کوئی انسانی ریاست ترقی وسلامتی کی منزل تک پہنچ سکتی ہے۔

پہلا حکم: حقوق ان کے حق داروں کی طرف لوٹا دو!

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو پہلا حکم یہ دیا ہے کہ:''اے ایمان والو! تمہارے پاس جس کی جو جو امانت موجود ہے، وہ اسی کے اصل حقدار تک پہنچادو۔ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ امانت صرف مال یا چیزوں کی صورت میں ہوتی ہے، کسی نے کسی کے پاس پیسے امانت کے طور پر رکھوادیئے، کسی نے زیور یا کوئی اور چیز امانت کے طور پر کسی کے پاس رکھوادی۔ یہ بھی امانت ہے لیکن ہمارے ذمہ جو حقوق اور فرائض ہیں وہ بھی ہمارے پاس امانت ہیں، انہیں لوٹانا بھی ہماری شرعی ذمہ داری ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی کا راز بھی تمہارے پاس امانت ہے، اسے فاش کردوگے تو خائن کہلاؤ گے، فرائض و واجبات ہمارے پاس اللہ کی امانت ہیں، ان کو احسن اور مسنون طریقہ سے ادا کرنا ہم پر لازم ہے۔قرآن وسنت ہمارے پاس امانت ہیں، ان کا احترام، ان کی تعظیم اور

ان کی اطاعت کرنا ہم پر لازم ہے، احکاماتِ شرعیہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ہیں، ان کو پوری طرح بجا لانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ باہمی حقوق ہمارے پاس ایک دوسرے کی امانت ہیں، ان حقوق کو شرعی طریقہ سے ادا کرنا ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے۔ والدین پر اولاد کے حقوق امانت ہیں، اولاد پر والدین کے حقوق امانت ہیں، بیوی پر خاوند کے حقوق امانت ہیں، خاوند پر بیوی کے حقوق امانت ہیں، بہن بھائیوں کے آپسی حقوق، عزیز واقرباء اور رشتہ داروں کے حقوق، بڑوں کے چھوٹوں پر حقوق، چھوٹوں پر بڑوں کے حقوق، رعایا کے حکمران پر حقوق، حکمران کے رعایا پر حقوق، سب امانت ہیں اور اس امانت کو اس کے اصل حق دار کی طرف لوٹانا ہم پر لازم وضروری ہے جو مسلمان یہ حقوق ادا نہیں کرتا، امانتیں ان کے حق داروں کی طرف نہیں لوٹاتا وہ سخت گناہگار اور عند اللہ مجرم ہے اور عذاب وعتاب کا مستحق ہے۔

دوسرا حکم: فیصلوں میں عدل وانصاف سے کام لو:

خداوند کائنات نے اس آیت کریمہ کے اندر دوسرا حکم یہ دیا ہے کہ: ’’اے ایمان والو! جب تم عدالت کی کرسی پر بیٹھو کسی پنچائت یا جرگا میں فیصل اور ثالث کی نشست پر بیٹھو، کسی کورٹ، کچہری میں قاضی اور جج کی مسند پر بیٹھو تو فیصلے عدل وانصاف کے ساتھ کرو، دیانت وامانت کے ساتھ کرو، اپنے فیصلوں کے اندر ظلم ونا انصافی کی ڈنڈی نہ مارو، اور ظلم اور نا انصافی کی ڈنڈی مارنے کے لئے قرآن اور قانون میں چور راستے مت بناؤ، مجرموں کو قانون شکنی اور جرائم کے لئے خفیہ راہداریاں مت فراہم کرو، قرآن اور قانون کی من گھڑت تعبیریں کرکے خدا کے غضب کو مت دعوت دو، عدل، امن اور اخلاق کا راستہ اختیار کرو، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کو نظر انداز مت کرو، اور خدائے احکم الحاکمین کی عدالت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو اور انصاف ودیانت سے فیصلہ دو، ہر عقلمند اور دانشور مسلمان جانتا ہے کہ عدل وانصاف اور امانت ودیانت پر مبنی فیصلہ صرف وہ ہوسکتا ہے جو قرآن وسنت اور آئین وقانون کے مطابق ہو جو ایمان وضمیر اور امانت ودیانت کے تقاضے پورے کرنے والا ہو اور جو فیصلہ قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے خلاف ہو، آئین اور قانون سے صریح متصادم ہو، اخلاق ودیانت کے منافی ہو، خوف، مفاد اور دباؤ کے زیر اثر ہو وہ فیصلہ ظلم اور جبر کا فیصلہ ہوتا ہے، نا انصافی اور آمریت کا فیصلہ ہوتا ہے، وہ عدل اور انصاف کا فیصلہ کبھی نہیں کہلا سکتا۔

سپریم کورٹ کا ایک تازہ فیصلہ:

ایسا ہی ظلم ونا انصافی پر مبنی ایک فیصلہ گزشتہ دنوں ہمارے سپریم کورٹ کے دو رکنی بینچ نے دیا ہے۔ اس فیصلہ کو اگر شعور وانصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ فیصلہ قرآن وسنت کے بھی خلاف نظر آتا ہے، پاکستان کے دستور اور آئین کے بھی منافی نظر آتا ہے اور اخلاق و دیانت سے بھی کسی صورت میل نہیں کھاتا۔ اس لئے سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ نہ کسی مسلمان کے لئے قابل قبول ہوسکتا ہے اور نہ کوئی محبِ وطن پاکستانی اس فیصلہ کو تسلیم کرسکتا ہے، اس فیصلہ کے اندر پارلیمانی فیصلوں کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔ دستوری وآئینی فیصلوں سے بھی انحراف کیا گیا ہے اور قانونی وعدالتی فیصلوں کا بھی خون کیا گیا ہے، یہ فیصلہ نظریہ ضرورت اور بیرونی دباؤ کے سایہ میں خدمات سرانجام دینے والی ہماری عدالتی تاریخ کا ایک اذیت ناک باب ہے، اس فیصلہ کے اندر قرآنی آیات میں بھی تفسیر بالرائے سے کام لیا گیا ہے، دستور پاکستان اور قانون پاکستان کی بھی من گھڑت تعبیرات اور تشریحات کے ذریعہ شکل بگاڑی گئی ہے، میں اس فیصلہ کے مختلف پہلو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

زیر بحث مقدمہ توہین دین کا واقعاتی پس منظر:

لیکن پہلے میں اس مقدمہ کا واقعاتی پس منظر آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں جس مقدمہ کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا۔ آپ حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں ہماری پارلیمنٹ نے اتفاق رائے کے ساتھ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا، لیکن قادیانی اس کے بعد بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے رہے اور مسلمانوں کے اسلامی لٹریچر کو اپنے جھوٹے مذہب کی اشاعت کے لئے استعمال کرتے رہے، ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کے خلاف ایک اور قانون پاس ہوا کہ قادیانی مذہب کے لوگ نہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرسکتے ہیں اور نہ اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت کرسکتے ہیں۔

آج سے تقریباً چھ سال قبل ۲۰۱۸ء میں جناب محمد حسن معاویہ کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ کے اندر ایک درخواست دائر کی گئی کہ

قادیانی گروہ کے کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے قرآن پاک کا ایک ایسا ترجمہ وتفسیر شائع کر کے تقسیم کر رہے ہیں جو تحریف شدہ ہے اور اس میں قرآن پاک کی تحریف معنوی کی گئی ہے، اس میں بہت سے مقامات پر ترجمہ بھی غلط کیا گیا ہے اور اس کے اندر عقائد ونظریات بھی ایسے بیان کئے گئے ہیں جو امت مسلمہ کے اجماعی اور متواتر عقائد کے خلاف ہیں۔ حکومت کی انتظامی مشینری اور ریاست کے ذمہ دار ادارے قادیانیوں کے اس غیر قانونی عمل کا کوئی نوٹس نہیں لے رہے۔ اس لئے عدالت عالیہ قادیانیوں کے اس غیر قانونی عمل کا نوٹس لے کیونکہ یہ عمل پنجاب ہولی قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کے خلاف اور قانوناً جرم ہے۔ تقریباً ایک سال تک یہ کیس ہائی کورٹ کے اندر زیر سماعت رہا اور ایک سال بعد ۵/ مارچ ۲۰۱۹ء کو ہائی کورٹ نے اس کیس کا فیصلہ سنایا اور حکم جاری کیا کہ قادیانی اگر تحریف شدہ قرآن تقسیم کر رہے ہیں تو یہ قانوناً جرم ہے۔ لہٰذا ذمہ دار ریاستی ادارے فوراً اس کا نوٹس لیں اور ملزموں کے خلاف قانونی کارروائی کریں۔

قادیانیوں کی طرف سے توہین عدالت کا اعلانیہ ارتکاب:

۵/ مارچ کو لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا اور اگلے ہی دن ۶/ مارچ کو قادیانیوں نے یہ اعلان کر دیا کہ کل ۷/ مارچ کو چناب نگر کالج گراؤنڈ کی ایک تقریب میں مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر صغیر تقسیم کی جائے گی۔ یہ قادیانیوں کی طرف سے عدلیہ کے خلاف کھلا اعلانِ جنگ تھا جو قانون کے مطابق کھلی توہینِ عدالت تھی، انہوں نے اپنے اس اعلان کے ذریعہ ریاست اور عدالت دونوں کو باور کرا دیا کہ ہم اتنے پاور فل ہیں کہ جب چاہیں ہم پارلیمانی فیصلوں کو مسترد کر دیں جب چاہیں ہم عدلیہ کے فیصلوں کی دھجیاں بکھیر دیں، جب چاہیں ہم آئین و قانون کو کچل ڈالیں، نہ حکومت ہمارا کچھ بگاڑ سکتی ہے، نہ عدالت ہم پر اپنا حکم چلا سکتی ہے بلکہ ہمارے مغربی سرپرست تو عدالتوں سے اپنی مرضی کے فیصلے کرا سکتے ہیں، قادیانیوں کا یہ اقدام حکومت اور عدالت دونوں کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا، ہائی کورٹ کے عدالتی فیصلہ کے بعد ۴۸ گھنٹے کے اندر قادیانیوں نے اعلیٰ عدلیہ کے حکم اور فیصلہ کے خلاف اپنا ردِعمل دے دیا، اور عدالت کو واضح طور پر بتا دیا کہ ہماری پشت پر ایسی عالمی اور مقتدر ریاستی قوتیں ہیں جو عدالت کا قلم موڑ سکتی ہیں، جن کی وجہ سے پاکستان کا آئین و قانون ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا، ریاستی اداروں کی یہ قومی اور قانونی ذمہ داری تھی کہ وہ فوری طور پر قادیانیوں کے اس باغیانہ اقدام کا نوٹس لیتے ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتے کیونکہ قادیانیوں کا یہ اقدام اب صرف ایک مذہبی جرم ہی نہیں تھا بلکہ ریاست کے خلاف کھلی بغاوت تھی، لیکن بدقسمتی سے ریاستی اداروں نے اپنی روایتی غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی ملزموں کے خلاف کوئی نوٹس نہیں لیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانیوں نے اگلے دن بڑی ڈھٹائی اور جسارت کے ساتھ اپنے اعلان کے مطابق کالج گراؤنڈ میں برسرِ عام تفسیرِ صغیر تقسیم کی۔

چناب نگر تھانہ میں قادیانیوں کے خلاف تحریری درخواست:

جس دن قادیانیوں نے تفسیر صغیر تقسیم کرنے کا اعلان کیا، اسی دن ۶/ مارچ ۲۰۱۹ء کو جناب محمد حسن معاویہ نے چناب نگر تھانہ میں ایک تحریری درخواست جمع کرائی کہ ایک قادیانی مبارک احمد ثانی نے تفسیر صغیر تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے جو پنجاب ہولی قرآن ایکٹ ۲۰۱۱ء کے بھی خلاف ہے اور ہائی کورٹ کے حکم کی بھی صریح خلاف ورزی ہے، اس لئے ملزم کے خلاف فوری کارروائی کی جائے لیکن تھانہ کے عملہ اور چنیوٹ کی ضلعی انتظامیہ نے قادیانی ملزم کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کی، جس کی وجہ سے قادیانی ملزم کا حوصلہ بڑھا، اس کی جسارت بڑھی اور اس نے ۷/ مارچ کو پورے دھڑلے اور پوری ہٹ دھرمی کے ساتھ چناب نگر کالج گراؤنڈ میں مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیرِ صغیر تقسیم کی۔ اس کیس کے مدعی جناب محمد حسن معاویہ نے اس تقریب کے تمام شواہد اور دستاویزی ویڈیو ثبوتوں کے ساتھ پھر چناب نگر تھانہ کی طرف رجوع کیا اور ایف آئی آر درج کرنے کی درخواست دی اور ملزم کی گرفتاری کا مطالبہ کیا، مگر تھانہ والوں نے پھر بھی نہ ملزم کے خلاف ایف آئی آر درج کی اور نہ ملزم کو گرفتار کیا، تھانہ کے عملے کا یہ رویہ سراسر ظلم اور ناانصافی پر مبنی تھا اور قادیانی ملزم کے ساتھ غیر قانونی ہمدردی اور جانبدارانہ سلوک کے مترادف تھا۔

(جاری ہے)

ایک فکری ومشاورتی اجلاس

رپورٹ: مولانا محمد عبداللہ چغرزئی

مورخہ ۵/جولائی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ بعد نماز عشا جامع چراغ الاسلام نیو کراچی سیکٹر الیون میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نارتھ کراچی ٹاؤن کے زیر اہتمام فکری ومشاورتی اجلاس برائے متخصصین مدارس، ائمہ مساجد وعلمائے کرام حضرت مولانا حمید احسن (ناظم جامعہ ہذا) کی صدارت میں منعقد ہوا، جس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد تھے۔ ان کی معیت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شرقی کے مسئول مولانا محمد رضوان قاسمی، ضلع کورنگی کے مسئول مولانا محمد عادل غنی بھی تھے۔ تلاوت کلام پاک اور دربار رسالت میں ہدیہ نعت پیش کرنے کا اعزاز طالب علم محمد اسامہ نے حاصل کیا۔ اس موقع پر مولانا محمد رضوان قاسمی نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک جہاں ایک طرف مسلمانوں کے ایمان پر پہرہ دے رہی ہے، تو دوسری طرف قادیانیوں کو دعوتِ ایمان دینے کے لئے بھی کردار ادا کر رہی ہے۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ میرے نزدیک کسی بھی کام کی ترقی کے لئے بنیادی چیز اس کام کی فکر ہے، جو آدمی جتنی فکر کر لیتا ہے، وہ اتنا جلد اور اتنا ہی اچھا کام کر لیتا ہے۔ جو آدمی اس کام کو اپنا سمجھے گا تو کام ہوگا ورنہ نہیں، الحمدللہ! ’’ولا یخافون لومۃ لائم‘‘ کے سو فیصد مصداق بن کے میدان میں ڈٹ کر کھڑے ہیں۔ اگر میں اس کام کو اپنا سمجھوں گا تو میں اس کے لئے تکلیف اور مشقت بھی برداشت کروں گا۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ ۳۳ سال جماعت کے امیر رہے، آخری عمر میں جب بیمار ہوئے تو نشتر میڈیکل کالج وہسپتال ملتان میں زیر علاج تھے، علاج کے مکمل ہونے کے بعد گھر لایا گیا، ان دنوں میں چناب نگر کانفرنس آگئی، ڈاکٹروں نے اسفار سے منع کر رکھا تھا تو خواجہ صاحبؒ اپنے بڑے بیٹے خواجہ عزیز احمد صاحب (جو اس وقت جماعت کے نائب امیر بھی ہیں) سے فرمانے لگے کہ چناب نگر کانفرنس پر جانا ہے، تو وہ فرمانے لگے کہ میں نے کہا کہ ابا جی! ڈاکٹروں نے تو اسفار سے منع کیا ہے؟ تو ابا جی کہنے لگے: ان کی بات اپنی جگہ ٹھیک مگر میں نے جانا ہے۔ ابا جی نے جانے پر اصرار کیا، میں نے نہ جانے پر اصرار کیا، آخر میں نے کہا کہ ابا جی! آپ کو چناب نگر کانفرنس کی تو اتنی پڑی ہے، ملتان (مرکز) والوں نے تو آپ کو بلایا ہی نہیں ہے، آپ کو دعوت ہی نہیں دی؟ آگے سے ابا جی کہنے لگے: دعوت نہیں دی تو کیا ہوا۔ یہ تو میرا اپنا ذاتی کام ہے، میں بغیر دعوت کے چلا جاؤں گا۔ یہ جو تحفظ ختم نبوت کا کام آج بحمداللہ! پورے پاکستان میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم چل رہا ہے، یہ انہیں اکابرین کی محنت، ان کے اخلاص کا کرشمہ ہے، جو 75 سال سے تسلسل کے ساتھ یہ کام کر رہی ہے۔ بقول استاذ محترم حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے ہم نے اپنے بزرگوں کے دیئے ہوئے میدان کو ایک دن کے لئے بھی خالی نہیں چھوڑا، ہاں یہ ضرور ہے کبھی رفتار تیز ہے، کبھی رفتار کم ہے۔ آج اگر کوئی قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے تو جماعت فوراً اپنا ردِعمل دکھلاتی ہے۔ چیف جسٹس اگر کوئی کام

خطباتِ جمعہ بسلسلۂ تیاریٔ کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام ۷ ستمبر کو ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس گولڈن جوبلی کی تیاری کے سلسلے میں مولانا سعد اللہ لدھیانوی صاحب اور مولانا محمد ارشاد فاروقی صاحب کی زیر سرپرستی خطبات جمعہ المبارک کا انعقاد کیا گیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے جامع مسجد حسن چک نمبر 325 ڈلم ٹوبہ میں، مولانا سعد اللہ لدھیانوی صاحب نے جامعہ مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد ارشاد فاروقی صاحب نے جامع مسجد رحمۃ للعالمین چک نمبر 180 مونگی بنگلہ، مولانا محمد حماد غالب صاحب نے جامع مسجد صدیق اکبر اور مولانا مفتی محمد شعیب صاحب نے کالیکی اور مولانا مفتی محمد خبیب صاحب نے جامع مسجد اولیاء اللہ مونگی بنگلہ میں خطبہ دیا ان حضرات علماء کرام نے ختم نبوت کانفرنس کی بھرپور دعوت دی اور اپنے خطبات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کیا۔

کرتے ہیں تو اس کے ردِعمل میں علماء بھی تیار اور عوام بھی تیار، لاہور کے چیف جسٹس بات کریں تو اس کے ردِعمل میں مسلمان تیار، مجیب الرحمٰن شامی صاحب بات کریں تو اس کے ردِعمل میں، سینیٹ کا ممبر بات کرے تو اس کے ردِعمل میں، کوئی ٹی وی اینکر بات کرے تو اس کے ردِعمل میں تیار الحمدللہ! ماحول بن گیا ہے گراؤنڈ بنا ہوا ہے۔ اسلام آباد میں تیسری کانفرنس ہو رہی تھی تو حضرت مولانا محمد اکرم طوفانیؒ فرمانے لگے کہ ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے، انہوں نے ختم نبوت کے لئے قربانی دی، ساتھ میں ایک نوجوان صحافی بیٹھا ہوا تھا، کہنے لگا: مولوی صاحب! ۱۹۵۳ء کی باتیں نہ کریں، ۲۰۱۰ء کی باتیں کریں، اس وقت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا تیاری ہے؟ طوفانی صاحبؒ فرمانے لگے: اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر بتانا، اگر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کی آواز لگے تو آپ اکرم طوفانی کی آواز کا انتظار کرو گے یا ہم سے پہلے ہی کود پڑو گے؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں آپ کا انتظار نہیں کروں گا بلکہ پہلے ہی کود جاؤں گا۔ تو طوفانی صاحبؒ فرمانے لگے: یہی تو ہماری تیاری ہے کہ تیرے جیسے عمر کے نوجوان پہلے مرنے کے لئے تیار ہیں تو کہتا ہے کہ آپ نے تیاری نہیں کی، تجھ جیسا آدمی نہ تو عالم، نہ تبلیغی، نہ خانقاہی اور نہ تو مدرسہ کا پڑھا ہوا، نہ تو حافظ، نہ تیرے چہرہ پر داڑھی، نہ سر پر عمامہ اور تو ہم سے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس پر مر مٹنے کے لئے تیار ہے یہی تو تیاری ہے، ابھی بھی کہتا ہے کہ تم نے تیاری کوئی نہیں کی؟ تو آج الحمدللہ! ہر مسلمان خواہ اس کا تعلق کسی شعبہ سے ہو وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مر مٹنے کو تیار ہے، اس کے پیچھے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ۷۶ سالہ محنت ہے، آج ہم یہ عہد کریں کہ انشاءاللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرتے رہیں گے، جس پر سامعین نے بھرپور طریقے سے عزمِ مصمم کیا۔☆☆

ختم نبوت کورسز، لوئر دیر

رپورٹ: مولانا بلال المیدانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لوئر دیر کے زیر اہتمام تین روزہ عقیدۂ ختم نبوت کورسز کے سلسلے میں مفتی محمد راشد مدنی صاحب مرکزی مبلغ ختم نبوت رحیم یار خان اور مولانا عابد کمال صاحب صوبائی مبلغ خیبر پختونخواہ 22 جولائی بروز پیر مدرسہ انوار العلوم تالاش پہنچے اسی دن بعد از نماز ظہر کورسز کا آغاز کیا گیا۔

پہلا کورس: بروز پیر 4 تا 6 بجے شام بمقام جامعہ صدیقہ مدرسین کورا: مولانا عابد کمال صاحب اور مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے درس دیا۔ کورس میں مدرسہ کے طلباء کرام، اساتذہ کرام اور گردونواح کے عوام وخواص نے بھرپور شرکت کی بعدازاں مذکورہ علماء کرام نے مولانا عمر حسین صاحب کے ہاں کوہیرہ ملاکنڈ میں رات گزاری۔

دوسرا کورس: 23 جولائی بروز منگل صبح مفتی محمد راشد مدنی صاحب، مولانا عابد کمال صاحب، مولانا مفتی عمر حسین صاحب، مولانا محمد بلال، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات مانوگے پہنچ گئے۔ جہاں ضلعی مبلغ مولانا مجیب، مدرسہ کا مہتمم مولانا جواد صاحب استقبال کے لیے بمع اساتذہ کرام موجود تھے، یہاں مولانا محمد بلال کی تلاوت قرآن پاک سے کورس کا آغاز کیا، مولانا عابد کمال صاحب نے کورس کی اہمیت بیان کی۔ بعدازاں مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت اور دفاع ختم نبوت پر گفتگو کرتے ہوئے قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقائد میں دس فرق تفصیل سے بیان فرمائے اور اس کے بعد دعا فرمائی۔ کورس میں جامعہ کے معلمین ومعلمات اور کثیر تعداد میں طالبات شریک ہوئے۔

تیسرا کورس: بعد از نماز مغرب جامع مسجد مینار ماخیٔ درہ میں منعقد ہوا، مقامی ذمہ دار مولانا شمشیر صاحب نے عقیدہ ختم نبوت پر ابتدائی بات کی۔ بعدازاں مولانا عابد کمال صاحب اور مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان افروز دل آویز بیان فرمایا، دعا سے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد خلاف توقع تھی عوام کا جم غفیر اور اہتمام اور انہماک سے بیانات کا سننا دیکھنے کے قابل تھا۔

چوتھا کورس: جامعہ انوار القرآن شارجہ مسجد تیمر گرہ میں بعد از نماز فجر اور جامع مسجد حمزہ زور منڈی خال میں 10 بجے سے لے کر 12 بجے تک کورس کا اہتمام ہوا۔ کورس سے مبلغین ختم نبوت نے خطاب کیا اور مولانا مفتی فرمان صاحب، مفتی عمر حسین مہمانوں کے ہمراہ رہے۔

پانچواں کورس: جامعہ امام ابوحنیفہ انڈھیری تیمر گرہ زیر سرپرستی مولانا عمر حسین مولانا داؤد، مولانا دیار صاحب کے زیر انتظام منعقد کیا گیا، معزز مہمانان گرامی نے اپنے ایمان افروز بیانات سے فضا کو معطر فرمایا اور دعا سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔☆☆

قادیانیوں کے سوالات اور اس کے جوابات

مولانا محمد عبداللہ چغرزئی

سوال:....قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ بھائی! ہم تو نماز مسلمانوں کی طرح پڑھتے ہیں، رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں، کلمہ بھی پڑھتے ہیں، مسلمانوں کے طرز پر جانور بھی ذبح کرتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں، مگر ان سب اعمال کرنے کے باوجود پھر بھی مولوی حضرات ہمیں کافر کہتے ہیں؟

جواب نمبر ۱:.... مسلمان بننے کے لئے پورے ضروریات دین کا ماننا ضروری ہے اور کافر ہونے کے لئے پورے ضروریات دین کا انکار کرنا ضروری نہیں ہے، ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا بندہ کو کافر بنا دیتا ہے۔ اس کو آپ آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ایک من دودھ رکھا ہوا ہے، اس کے صاف ہونے کے لئے پورا کا پورا صاف ہونا ضروری ہے، اس کے ناپاک ہونے کے لئے پوری ایک من شراب کا ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ ایک قطرہ ڈالنے سے بھی وہ دودھ ناپاک ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اگر قادیانی لاکھ مرتبہ بھی نماز پڑھے، روزے رکھے، حج بیت اللہ کرے، مسلمانوں کے طرز پر ذبح کرے، مگر پھر بھی قادیانی کافر رہے گا۔ مرزائی ضروریات دین میں سے کسی ایک کا منکر نہیں بلکہ کئی ضروریات دین کا منکر ہے۔

جواب نمبر ۲:.... مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، وہ اور اس کے متبعین مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے تھے، قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، روزہ رکھتے تھے، اذان کے اندر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ ان سب اعمال کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا، کیونکہ وہ ضروریات دین میں سے عقیدۂ ختم نبوت کا منکر تھا، اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر جہنم واصل کیا۔ بعینہ مرزا قادیانی ملعون کا دعویٰ نبوت کاذبہ اور مرزائیوں کا اسے نبی مان لینا یہ جرم عظیم ہے، جس کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی ملعون کی اور مرزائیوں کی کوئی عبادت، عبادت نہیں رہی، جس طرح مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والے باوجود کلمہ پڑھنے کے کافر ہوئے اسی طرح مرزائی بھی کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہیں۔

جواب نمبر ۳:....قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں مگر پھر بھی ہمیں غیر مسلم کہا جاتا

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ترمن

۲۸ رجولائی ۲۰۲۴ء بروز اتوار بعد نماز عصر مرکزی جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر ترمن (ٹبی قیصرانی) میں ختم نبوت کانفرنس بسلسلہ گولڈن جوبلی منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع تونسہ شریف مولانا عبدالعزیز لاشاری نے کی اور سرپرستی استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اشرف مدظلہ نے کی، مولانا محمد ثوبان نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز بھائی عامر معاویہ میانہ کی تلاوت سے ہوا۔ قاری محمد فیاض نے حمد و نعت پیش کی۔ اس موقع پر مقامی علماء کرام مولانا عبدالجبار، علامہ عبدالغفار اور مولانا قاری یاسر احسان کے بیانات ہوئے۔ ضلعی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان مولانا محمد اقبال ساقی نے تحفظ ختم نبوت عنوان پر روشنی ڈالی اور گولڈن جوبلی کے حوالے سے شرکائے جلسہ کو بھرپور شرکت کی دعوت دی۔ آخر میں مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے جامع خطاب کیا۔ کانفرنس کے بعد ختم نبوت باب کا افتتاح ہوا، دعا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے کرائی۔ اس موقع پر مولانا محمد اقبال ساقی، شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن تونسوی مدظلہ، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، مولانا ڈاکٹر عبیدالرحمٰن عثمانی اور مقامی علمائے کرام میں قاری گل محمد، مولانا عبدالرشید، مولانا سمیع اللہ، حافظ عبدالغفور شاہ، قاری عبدالجلیل، عبدالستار قیصرانی، حافظ عثمان معاذی، محمد آفتاب لنگراہ اور اہل علاقہ کی کثیر تعداد موجود تھی۔

ہے۔ ان کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے کیونکہ قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو اس میں محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی کو مراد لیتے ہیں، جبکہ مسلمان محمد رسول اللہ سے مراد مکین گنبد خضریٰ کو لیتے ہیں قادیانی کلمہ پڑھ کر صرف کافر نہیں بلکہ ملحد و زندیق ہیں۔

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۵۸ پر لکھا ہے کہ: ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی کرتا ہے، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے ''لا الٰہ الا اللہ محمدرسول اللہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔'' پھر کچھ سطروں کے بعد لکھا ہے: ''مسیح موعود ہی محمد رسول اللہ ہے، جو اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائے ہیں، اس لئے ہمیں نیا کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں پڑی، ہاں اگر نیا نبی آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' اس اقتباسات سے معلوم ہوا کہ قادیانی کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی کو مراد لیتے ہیں، جو کہ ان کے کفر، الحاد اور زندقہ کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اس حوالہ سے قادیانیت کا کفر چڑھتے سورج کی طرح ہر ایک مسلمان پر واضح ہو گیا، اب اگر قادیانی ایک ہزار بار نہیں، ایک لاکھ بار بھی کلمہ پڑھے تب بھی مسلمان انہیں مسلم تسلیم نہیں کریں گے۔

جواب نمبر ۴:....قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں پھر بھی ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ یہی سوال ہمارا قادیانیوں سے ہے کہ ڈیڑھ ارب مسلمان باوجود کلمہ پڑھنے کے آپ انہیں کافر کیوں کہتے ہیں؟ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنے مکتوب تذکرہ، ص: ۶۰۷ مطبوعہ دوم پر لکھا ہے کہ: ''خدا نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اس نے مجھے قبول نہیں کیا تو وہ مسلمان نہیں!'' اسی طرح مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے کہ جو شخص موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانتا یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو مانتا ہے، مگر مرزا مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (کلمۃ الفصل: ۱۱۰)

مذکورہ بالا دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں کے نزدیک وہی شخص مسلمان کہلا سکتا ہے جو مسیح موعود کو مانتا ہے، بصورت دیگر مسلمان نہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ایک شخص باوجود اس کے کہ کلمہ پڑھتا ہو کافر ہو سکتا ہے، یہ امر قادیانیوں کے ہاں بھی مسلّم ہے تو اسی مسلّمہ ضابطہ کے تحت مرزائی ہزار بار کلمہ پڑھتے ہوئے، نمازیں پڑھتے ہوئے، قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے، حج بیت اللہ کرتے ہوئے مگر مرزا قادیانی کے جھوٹا دعویٰ نبوت کو ماننے کی وجہ سے مسلمان نہیں ہیں۔☆☆

دوسروں کو تکلیف دینے کی چند صورتیں

ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کو پریشان کرنے کی بے شمار صورتیں پھیلی ہوئی ہیں، گلی محلوں کے راستوں اور سڑکوں میں جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں، گٹر کا پانی کھڑا ہوا ہے، ہر طرف کچرا اور گندگی ہے، جس کی وجہ سے وہاں رہنے والے بھی تکلیف میں ہیں اور وہاں سے گزرنے والے بھی تکلیف اور مصیبت میں ہیں، جو لوگ ایسا کر رہے ہیں وہ فساد پھیلانے کے مرتکب ہو رہے ہیں، خواہ وہ سرکاری محکمے کے لوگ ہوں یا انفرادی حیثیت میں عام شہری ہوں۔

اسی طرح ہماری مارکیٹوں میں دکانداروں اور تاجروں کی جانب سے بھی فساد پھیلا ہوا ہے، جگہ جگہ عام راستے پر قبضہ کر کے دکانیں اور ٹھیلے لگا رکھے ہیں، نکاسیٔ آب کے نالوں پر پتھارے تعمیر کر رکھے ہیں، وہاں سے گزرنے والے تکلیف میں مبتلا ہیں۔

اسی طرح بہت سے خریدار بھی فساد کا سبب بن جاتے ہیں، مثلاً غلط جگہ پر اپنی گاڑی پارک کر دیتے ہیں، غلط سمت سے ڈرائیو کر کے راستہ تنگ کر دیتے ہیں، یہ بھی فساد ہے، اس پر بھی اللہ کی طرف سے لعنت ہے۔ ایسے حالات میں یہ کریں کہ اگر کبھی اس فساد کے ذمہ داروں کے سامنے اپنی بات کہنے کا موقع ملے تو ضرور ان کو اس پر تنبیہ کریں اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی عادت ڈالیں، اگر کہیں کہنے سنانے کا فائدہ نہ ہو تو وہاں تنبیہ کرنا ضروری نہیں، خاموشی سے کنارہ کش ہو جائیں:

گزر جا ہر اِک جا سے دامن بچا کر
کہیں دل لگایا تو اچھا نہ ہوگا

لیکن ہمیں اپنی عادت بنا لینی چاہئے کہ ہم جہاں بھی رہیں، ہمارے طرزِ عمل سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ)

تحریکِ پاکستان سے سازشِ قادیان تک

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

پاکستان کا قیام مسلمانانِ برصغیر کے لیے کسی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں تھا۔ یہ ہند میں بسنے والی مسلم برادری کا وہ دیرینہ خواب تھا جسے شرمندۂ تعبیر ہوتے ہوتے کئی نسلیں آسودہ خاک ہو گئیں، عزتیں نیلام ہوئیں، خاندان بچھڑ گئے اور نہ جانے مصائب و آلام کی کس کس وادی سے اس دھرتی کے فرزندوں کو گزرنا پڑا، ۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء کی شب بارہ بجے جب ریڈیو سٹیشن سے پاکستان کی آزادی کا اعلان ہوا تو یہ ایسا پُرمسرت موقع تھا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں، صرف یہ اعلان سننے والے ہی اس خوشنما احساس کا ادراک کر سکتے ہیں۔ اعلان آزادی کے بعد نعرۂ توحید کی صدا لگاتے ہوئے مسلمان اپنی اکثریتی آبادی کی طرف منتقل ہونا شروع ہو گئے اور جونہی ارضِ پاک کی مٹی پر قدم رکھا تو فرطِ جذبات میں نمدیدہ ہو گئے اور تصورات کی دنیا میں خود کو جنت میں موجود پایا، غرضیکہ ہر طبقہ، خاندان، سیاسی گروہ اور مذہبی فرقہ خوشی سے نہال تھا، لیکن ایک طبقہ ایسا تھا جو اس شادمانی کے ماحول میں پشیمانی کا شکار دکھائی دے رہا تھا اور یہ دخانِ قادیان کی نجاست سے وجود میں آنے والا مرزائی طبقہ تھا۔

تقسیم ہند اور نظریہ قادیانیت:

مرزائیوں نے روزِ اول سے ہی آزادی پاکستان کی تحریک کو قبول نہیں کیا بلکہ اس مملکتِ اسلامیہ کے قیام کی راہ میں ہر ممکن روڑے اٹکانے کی کوشش کی، اور یہ محض الزام نہیں بلکہ قادیانیوں کے معروف جریدے ”الفضل“ میں شائع ہونے والی رپورٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اپریل، مئی ۱۹۴۷ء میں آزادی پاکستان کی تحریک اپنے عروج پر تھی اور حالات ایسے بن گئے تھے کہ کانگریس کے پاس مسلمانوں کے مطالبہ کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، ہندوستان کے گلی کوچوں سے لے کر شاہراہوں اور بڑے چوکوں تک ہر بچے، بوڑھے، جوان اور مرد و عورت کی زبان پر جاری نعرۂ آزادی نے فرنگی کے محلات میں دراڑیں ڈال دی تھیں اور وہ پوری طرح مسلم لیگی قیادت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو چکی تھی، گویا آزادی کی کرن روشن ہونے کے واضح امکانات دکھائی دے رہے تھے، ایسے وقت میں اخباری رپورٹر اور صحافی مختلف سیاسی اور مذہبی نمائندگان سے حالیہ تحریکِ آزادی کے بارے میں ان کا نقطہ نظر معلوم کر رہے تھے، ایک اخباری نمائندے نے اس سلسلہ میں قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود سے سوال کیا کہ کیا پاکستان کا قیام عملی طور پر ممکن ہے تو اس نے جواب دیا: ”سیاسی اور معاشرتی نگاہ سے یہ ممکن ہو سکتا ہے تاہم میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ملک کو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں۔“

(الفضل: ۱۲؍اپریل، ۱۹۴۷ء)

ایک اور موقع پر موصوف نے بیان دیا: ”یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان متحد رہے، اگر ہم ہندوستان کی تقسیم پر راضی ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔“

(الفضل: ۱۶؍مئی ۱۹۴۷ء)

سر ظفر اللہ قادیانی کا کردار:

سر ظفر اللہ قادیانی جماعت کا ایک سرگرم رکن اور سکہ بند مرزائی تھا جو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا، بظاہر وہ ذاتی مفادات کے حصول کی غرض سے مسلم لیگ کے ساتھ تھا لیکن اس کی

اظہارِ تعزیت

پتوکی، قصور... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ کارکن اور ہمارے ساتھی مولانا پروفیسر مسعود الحسن کے جواں سالہ بیٹے حافظ ضیاء الرحمٰن ۲۵؍جولائی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی نے اپنے احباب سمیت نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ رب العزت پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حافظ صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔

ہمدردیاں اپنی جماعت کے ساتھ تھیں۔ وہ تقسیم ہند کی مخالفت کے جماعتی نظریے پر پوری طرح قائم تھا اور اس کا ہدف یہی تھا کہ اسلام کے نام پر الگ ریاست وجود میں نہ آئے، اس کے اس منافقانہ کردار پر خود کئی لیگی راہنما بھی پریشان دکھائی دیتے تھے لیکن اس کے بااثر ہونے کی وجہ سے اس کو لیگی کابینہ سے نکالنا ان کے لیے ممکن نہ تھا، اس کا واضح ثبوت ہفت روزہ چٹان میں شائع ہونے والا ممتاز لیگی راہنما میاں امیر الدین کا اعترافی بیان ہے کہ ''ظفر اللہ کی تعیناتی لیگی قیادت کی فاش غلطی تھی'' پھر اس غلط فیصلے کے ذمہ داران کا تعین کرتے ہوئے کہا کہ ''اس کے ذمہ دار لیاقت علی خان اور چوہدری محمد علی تھے۔'' (ہفت روزہ چٹان، ۶/اگست ۱۹۸۴ء)

قدرت کا فیصلہ تھا کہ ان آستین کے سانپوں کی سازشوں کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آ گیا، موصوف اس فیصلے پر اس قدر ناخوش اور حسد کی آگ میں جل بھن کر کوئلہ ہو چکے تھے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ تک پڑھنا گوارا نہ کیا۔

ملک توڑنے کی سازش:

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے اس ملک کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی جس کے حصول کے لیے لاکھوں لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا، قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانے کی مذموم کوشش شروع کر دی، اس ایجنڈے کے لیے اس نے آئینی کوشش کے ساتھ ساتھ اپنی نام نہاد صوفیت اور روحانیت کا سہارا بھی لیا، چنانچہ کئی بار اس نے اپنے جلسوں میں کہا کہ ''مجھے بشارت مل گئی ہے کہ عنقریب بلوچستان احمدی سٹیٹ ہو گا'' اس تحریک کو برطانیہ کی پشت پناہی حاصل تھی اور وہ پوری طرح قادیانیوں کی سپورٹ کر رہے تھے، مرزا بشیر الدین کو اپنے مغربی آقاؤں کی مدد پر اتنا یقین تھا کہ اسے بلوچستان کے احمدی سٹیٹ بننے میں کوئی تردد نہیں تھا، چنانچہ اس نے بڑے وثوق سے ۱۹۵۲ء کو جماعت احمدیہ کا سال قرار دیا اور اعلان کیا کہ اس سال کے اندر اندر ہم بلوچستان پر اپنی حکومت قائم کر لیں گے، اس سلسلہ میں سر ظفر اللہ نے برطانیہ کے متعدد دورے کیے اور ان سے قانونی اور مالی مدد حاصل کی، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ ملک عزیز کے غیور مسلمانوں کی متفقہ محنت اور کوشش سے قادیانی اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کا ملک کو توڑنے کا خواب چکنا چور ہو گیا۔

ان تمام تر تفصیلات سے واضح ہو گیا کہ قادیانی جو خود کو ملک کا خیر خواہ کہتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ تحریک پاکستان میں ہمارا بہت بڑا کردار ہے، یہ سب تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے اور یہ ''یحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا'' کا مصداق ہیں، حقیقت سے اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔☆☆

بقیہ:..... آپ کے مسائل

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔'' (مشکوٰۃ:۳۲۶) اور شوہر کو مہر کی رقم جو اس کے ذمہ ہے ادا کرنی ہوگی۔ عورت اگر جھوٹی قسم کھائے گی تو وہ عنداللہ مجرم ہوگی اور کل قیامت کے روز مقبول نیکیوں کی صورت میں اسے ادا کرنا ہوگی۔ عورت چونکہ لڑ جھگڑ کر اپنی مرضی سے بغیر اجازت شوہر کے گھر سے گئی ہے، ایسی عورت شریعت کی نظر میں ''ناشزہ'' (نافرمان) کہلاتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ نان نفقہ کی مستحق نہیں ہوتی۔ طلاق کے بعد بھی اگر عدت شوہر کے گھر میں نہ گزارے، بغیر کسی شرعی عذر کے تو وہ عدت کے نان نفقہ کی مستحق بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں عورت طلاق سے پہلے اور طلاق کے بعد کسی قسم کے نان نفقہ کی مستحق نہیں۔ اس لئے شوہر کے ذمہ نان نفقہ کی مد میں کوئی رقم ادا کرنا لازم نہیں۔

المحیط البرہانی میں ہے: ''والمعنی فی ذلک ان النفقه انما تجب عوضاً عن الاحتباس فی بیت الزوج فاذا کان الفوات بمعنی من جهة الزوج امکن ان یجعل ذلک الاحتباس باقیا تقدیرا، اما اذا کان الفوات بمعنی من جهة الزوجة لایمکن ان یجعل ذلک الاحتباس باقیا تقدیرا وبدونه لایمکن ایجاب النفقة۔'' (المحیط البرہانی، ج:۴، ص:۱۷۰)

فتاویٰ شامی میں ہے: ''(لا) نفقة لاحد عشر.... و (خارجة من بیته بغیر حق) وھی الناشزة حتی تعود ولو بعد سفره خلافا للشافعی۔'' (شامی، ج:۳، ص:۵۷۶)

واللہ اعلم بالصواب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹاؤن ٹو پشاور کے زیر اہتمام

تحفظ ختم نبوت کورس

رپورٹ: ابوحسام محمد اسحاق حقانی، مولانا عبداللہ عزام

مسلمانوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملک بھر میں وقتاً فوقتاً تحفظ ختم نبوت کانفرنسز اور کورسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع پشاور ٹاؤن ٹو کے زیر اہتمام ۲۹، ۳۰/جون اور یکم جولائی ۲۰۲۴ء کو دو مقامات پر سہ روزہ ’’تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کورس‘‘ کا انعقاد کیا گیا PK-72 میں کورس صبح آٹھ تا بارہ بجے جامع مسجد نور چہل غازی بابا ورسک روڈ پشاور میں رکھا گیا، جبکہ PK-74 کی سطح پر شام چار بجے تا نماز مغرب بمقام گیدرنگ ہال دلہ زاک روڈ پشاور منعقد ہوا۔ دونوں جگہ کورس کے اسباق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین: مفتی محمد راشد مدنی، مفتی محمد رضوان عزیز اور مولانا عادل خورشید نے پڑھائے۔

جامع مسجد نور چہل غازی بابا PK-72 میں پہلے دن کورس کا آغاز شیخ الحدیث حضرت مولانا عزیز الدین مدظلہ کے بیان سے ہوا۔ انہوں نے ابتدائی کلمات ادا کرتے ہوئے شرکاء کورس کو پروگرام کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹاؤن ٹو کے ناظم مولانا بصیر خان حقانی نے بھرپور تعداد میں شرکت پر حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے ناظم عمومی اور مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر کے استاد مولانا عادل خورشید نے ’’عقیدۂ ختم نبوت‘‘ کے موضوع پر سبق پڑھایا اور عقیدۂ ختم نبوت پر عقلی ونقلی دلائل دیئے۔

آپ کے بعد دارالعلوم ختم نبوت عارف والا کے مدیر مفتی محمد رضوان عزیز نے درس دیا۔ انہوں نے کورس میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبا واساتذۂ کرام اور عوام الناس کی شرکت پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عصری تعلیم یافتہ طبقے نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر قربانی دی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا تحریک ختم نبوت کی بنیاد بنے، جس کے نتیجے میں بالآخر آئین پاکستان میں قادیانی کافر قرار پائے۔ انہوں نے امت مسلمہ کے لئے ’’عقیدۂ ختم نبوت کے فوائد‘‘ کے عنوان پر درس دیتے ہوئے دس فوائد ذکر کئے۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان کے امیر اور مرکزی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی نے ’’مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین اصولی اختلافات‘‘ پر درس دیا۔ انہوں نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین دس اصولی اختلافات ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اصولی اختلاف ایک بھی ہو تو انسان دین سے نکل جاتا ہے۔

دوسرے دن کورس کے آغاز میں شیخ الحدیث حضرت مولانا روح اللہ جان مدظلہ نے شرکاء کے سامنے کورس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آپ کے بیان کے بعد مولانا عادل خورشید نے اپنے درس میں توہین رسالت کی شرعی سزا، تعزیرات پاکستان میں قانون ناموس رسالت دفعہ ۲۹۵ سی کے اضافے اور اس کے پس منظر پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے اس قانون پر اٹھنے والے اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کئے۔ مفتی محمد رضوان عزیز نے ’’الحاد کے مبادیات اور ملحدین کا تعارف‘‘ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والے کورسز میں یہ ایک نیا، لیکن حالات حاضرہ کی مناسبت سے اہم اور مفید عنوان تھا۔ آخری سبق میں مفتی محمد راشد مدنی نے عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تشفی بخش گفتگو کرتے ہوئے قرآن کریم سے متعدد دلائل دیئے۔ انہوں نے مسلمانوں بالخصوص اسکول، کالج کے طلبا اور عوام الناس کو جاوید احمد غامدی، انجینئر محمد علی مرزا، محمد شیخ اور ساحل عدیم وغیرہ نام نہاد مذہبی اسکالروں کو نہ سننے کی تلقین کی کہ یہ مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات ڈال

کرانہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تیسرے دن کورس کے آغاز میں مولانا بصیر خان حقانی نے شدید گرمی کے باوجود کثیر تعداد میں شرکت کرنے پر شرکاء کے جذبے کو سراہا۔ مفتی میاں زاہداللہ جان حقانی نے ابتدائی کلمات ادا کئے۔ مولانا عادل خورشید نے ''دعاوی مرزا'' کے عنوان پر درس میں مرزا قادیانی کے متضاد دعاوی ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان دعاوی کو دیکھتے ہوئے خود قادیانی بھی یہ متعین نہیں کرسکتے کہ دراصل مرزا کیا تھا؟ ان کے درس کے بعد مفتی محمد رضوان عزیز نے ''قادیانیوں کے وجوہات تکفیر'' کے موضوع پر مفصل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''آج دنیا میں قادیانیوں کی کل تعداد اتنی نہیں جتنی زیادہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں۔ قادیانیوں کے وجوہات کفر میں اللہ تعالیٰ پر افتراء، عقیدۂ اجرائے نبوت، عقیدۂ نسخ ملت، تذلیل امت، نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار وغیرہ شامل ہے۔

آخری دن مفتی محمد راشد مدنی کا موضوع ''حقانیتِ اسلام'' تھا۔ اس موضوع پر بہترین گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم صرف اس وجہ سے مسلمان نہیں کہ ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں، بلکہ ہم واقعتاً دینِ اسلام کو سچا مانتے ہیں۔ انہوں نے اسلام کی حقانیت کی عقلی دلائل ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج روئے زمین پر دینِ اسلام کے علاوہ اور کوئی بھی حق دین نہیں ہے۔ آخر میں مختصراً تاریخ تحفظ ختم نبوت بھی ذکر کی۔

کورس کا آخری اور کلیدی خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخواہ کے امیر اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کا تھا۔ انہوں نے شرکاء کو کورس میں سیکھے ہوئے اسباق دوسروں تک پہنچانے کی تلقین کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ فتنوں کا دور ہے، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میدان میں سرگرم عمل ہے تاکہ مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہو، ورنہ آئے روز کبھی کوئی صحافی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت مسلمہ کے غداروں کی حمایت میں بولنے لگتا ہے، کبھی کسی اینکر کو ان کے حقوق کی فکر پڑ جاتی ہے تو کبھی کوئی جج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے حق میں فیصلے دینے لگتا ہے۔ اگر ان لوگوں کو میرے رسول کے مقام کا پتہ ہوتا تو یہ کبھی ان کے دشمنوں اور غداروں کے سہولت کار نہ ہوتے۔ انہوں نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ علما، مدارس اور دینی مراکز سے اپنا تعلق قائم رکھا کریں، کیونکہ فتنوں کے مقابلے میں سب سے پہلے علماء کھڑے ہوتے ہیں۔ کورس کا اختتام مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی رقت آمیز دعا سے ہوا، انہوں نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو خصوصی طور پر دعا میں یاد رکھا۔

اس قسم کے کورسز کا انعقاد بلاشبہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کورس کے لئے عنوانات کے انتخاب میں عصر حاضر کے حالات اور نوجوانوں بالخصوص عصری تعلیم یافتہ طبقہ کی دینی ضروریات کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا تھا۔ مقررین و مدرسین نے اپنے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی اور آخر میں شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے، لیکن اس کے باوجود قلت وقت کی وجہ سے بہت سے موضوعات تشنہ رہ گئے، اس لئے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی گئی کہ آئندہ کے لئے پندرہ روز یا کم از کم ہفت روزہ کورس رکھا جائے تاکہ جملہ موضوعات پر سیر حاصل بحث ہو اور ہر موضوع کا احاطہ ممکن ہوسکے۔

ان دنوں پشاور اور گردونواح میں ۴۵ تا ۵۰ ڈگری کی شدید گرمی پڑ رہی تھی، لیکن اس کے باوجود پی کے ۷۲ کے زیر اہتمام کورس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق چار ہزار افراد نے شرکت کی، جن میں دو ہزار تین سو افراد نے باقاعدہ حاضری لگائی، جبکہ پی کے ۷۴ میں دو ہزار آٹھ سو افراد نے شرکت کی، جن میں حاضری لگانے والوں کی تعداد سترہ سو تھی۔ مسجد اور ہال تنگ دامنی کی شکایت کررہا تھا۔ شرکاء کا جذبہ دیدنی تھا، تینوں دن صبح اور دوپہر کو راستے شرکاء کورس کی آمد و رفت سے معمور تھے۔ منتظمین نے تمام انتظامات کو بحسن و خوبی سنبھالا۔ شرکاء کی تینوں دن چائے اور شربت سے بہترین تواضع کی گئی۔ پابندی سے شرکت کرنے والے حاضر باش شرکاء کو اپنے اپنے ویلیج کونسلوں کی سطح پر اسناد بھی دی گئیں۔

ہم اس کورس کے انعقاد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخواہ کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ ٹاؤن ٹو کے ناظم مولانا بصیر خان حقانی، ان کے جملہ رفقاء اور تمام یونین اور ویلیج کونسلوں کے نظماء و کارکنان کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی نسل نو کے ایمان کی حفاظت کی خاطر اس قسم کے کورسز کا انعقاد کریں گے، انشاءاللہ العزیز۔ ☆☆

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر

بتاریخ

7 ستمبر بروز ہفتہ

بعد نمازِ عصر

2024

بمقام

مینارِ پاکستان لاہور

یوم الفتح

فقید المثال

تاریخی

عظیم الشان

ختمِ نبوت گولڈن جوبلی

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

زیر صدارت

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی حفظہ اللہ

علماء کرام مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

مہمان خصوصی

قائد جمعیۃ قائد ملت اسلامیہ حضرۃ مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم

مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام

منجانب

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012